إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنّہٗ اٰوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر ۔ (۴) غیر مذہب والون سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے

فہرست مضامین

نمبر ۱۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپکے اہلبیت اور بزرگان ملت سب کے سب باغ مین ہین اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست اور اعلائے کلمۃ الاسلام مین مصروف (اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم آمین)

۲۔ عالی جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ جو کئی ماہ سے اپنے بعض ذاتی کاروبار کیلئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے ۔ ۲۷ اپریل کی شب کو خیر و عافیت سے دار الامان واپس آپہونچے اور باغ کے مغربی جانب ایک دوسرے باغیچہ مین خیمہ زن ہین ۔

۳۔ میان حاکم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان اسوقت نہایت مستعدی سے حفاظت قصبہ کر رہا ہے کیونکہ اکثر حصہ باہر نکلا ہوا ہے اور وہ بھی مختلف حصون مین ساری رات ادہر ادہر بھاگتا پڑتا ہے ۔ غرض ہر طرح سے تسلی بخش انتظام ہو رہا ہے اور ایسے وقت مین یہ نہایت قابل قدر ہے ۔

استفسار اور ان کے جواب

سوالات

(۱) سجدہ اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا درست ہے یا نہین ۔ اگر نہین تو وجہ بھی جناب اسید ہے تحریر فرمائین گے ۔

(۲) روزہ بغیر سحری رکھنا یعنے آٹھ پہری روزہ رکھنا برائے تزکیہ نفس درست ہے ؟

(۳و۴) نماز مین آنکھین بند کرنا کیا مکروہ ہے ؟ اور نماز مین چادر جو اوڑہی ہوئی ہو اسکا لٹکنا اور زمین پر پڑنا بھی کیا مکروہ ہے ؟

فاما الجواب

۱۔ سجدہ اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا ہرگز جائز نہین ہے تیرہ صدیون سے اسلام کا تعامل بتاتا ہے کہ رکوع ۔ سجود مین قرآن کریم نہین پڑہا جاتا پہر اب اسکی کیا ضرورت پیش آئی ۔

برزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

سجدہ اور رکوع مین قرآن کیون نہین پڑہا جاتا ؟ یہ ایک باریک سِرّ ہے ہر شخص شاید اسکو نہ سمجہ سکے تاہم مختصر طور پر یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ قرآن کریم کلام الٰہی اور وحی قیوم خدا کا کلام ہے ۔ شاہی کلام اور فرمان ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑہا جاتا ہے خصوصاً دربار شاہی مین سجدہ عبودیت اور ذلت کا مقام ہے اس موقع پر کلام الٰہی نہین پڑہنا چاہیئے ۔ اس سے عبودیت کے رنگ مین دعا ہو ۔ اپنی زبان مین بیشک دعائین کرو ۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے ہر ایک نیکی کا کام اسیوقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کے موافق ہو ۔ روزہ بغیر سحری کے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگون کیلئے پسند نہین فرمایا دین یسر ہے یرید اللہ بکم الیسر خصوصیت کے ساتھ روزہ ہی کے ذکر مین آیا ہے ۔

۳و۴۔ نماز مین آنکھین بند کرنا مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھلی رکھتے تھے مومن کو چست ہونا چاہیئے ۔ مومن ڈہیلا ڈھالا نہین ہوتا فقہا نے منع کیا ہے ۔

تازہ الہامات ۔ رؤیا اور کشوف

۲۸ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء ۔ رؤیا مین دیکھا کہ ایک سفید کپڑا ہے اس پر کسی نے ایک انگشتری رکھدی ہے ۔ اس کے بعد الہامات ذیل ہوئے ۔ فتح نمایان ہماری فتح ۔ صدقت الرؤیا ۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ ۔

۲۹ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء ۔ رات دو بجنے مین سات منٹ باقی تھے کہ مینے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی ۔ پہر ایک زور کا دھکا لگا ۔ مینے رؤیا ہی مین گھر والون کو (حضرت ام المومنین سے مراد ہے ۔ ایڈیٹر) کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لیلو اسی حالت رؤیا مین یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی ۔

(اسپر حضرت اقدس نے اشتہار جو البلاغ کے نام سے مینے چھاپا ہے شایع فرمایا ۔ ایڈیٹر)

۳۰ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء ۔ رؤیا مین دیکھا کہ ایک اشتہار ہے اسپر لکھا ہوا تھا المبارک ۔ پہر بطور وحی یہ زبان پر جاری ہوا ۔ برکۃ زائدۃ علیٰ ہذا الرجل یعنے ایک زیادہ برکت ہے اس جل پر ۔

(اعلیٰ حضرت نے جب یہ رؤیا سنایا تو مینے عرض کیا کہ کل جو رؤیا ہوئی تھی کہ حضور نے فرمایا کہ مبارک کو لے لو یہ اسکی تائید کرتا ہے فرمایا "یہ بہت صحیح بات ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رؤیا ان تمام امور کے نتیجہ کی خبر دیتی ہے ۔" ایڈیٹر)

ہز آنر لاٹ صاحب کے دفتر سے مندرجہ ذیل اطلاعین موصول ہوئی ہین ۔

(۱) تا صدور مزید احکام ضلع کانگڑہ کا صدر مقام نور پور تحصیل نور پور ضلع کانگڑہ کو تبدیل کیا گیا ۔ (۲) ڈلہوزی سے

تصحیح ۔ صفحہ ۲ کے بعد صفحہ ۱۲ پڑہا جاوے ۔ پھر صفحہ ۱۱ پڑہو ۔

اصحاب رسول اللہ صلعم کی مراسلت

تعلیمات نبوت نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس کو ایسا پاک و صاف کر دیا تھا کہ ان کے دنیاوی تعلقات بھی پند و نصیحت سے خالی نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ کو ایک خط بھیجا تھا جسکا مضمون حسب ذیل تھا:-

"بعد حمد و نعت کے معلوم ہو۔ تمہارا جو مقصد ہے وہ اُس وقت تک ہرگز نہ حاصل ہوگا جب تک تم اُن چیزوں کو نہ چھوڑ دو جن کی طرف نفس راغب ہو۔ اور جن چیزوں کی تمہیں آرزو ہو وہ اس وقت تک ہرگز ہاتھ نہ آئیں گی جب تک ناگوار چیزوں پر صبر نہ کرو۔ لہذا اچھا ہے کہ تم لب ہلاؤ تو ذکر الٰہی کیلئے ہو۔ خاموش ہو تو امور خیر میں خوض کرتے ہو اور کسی چیز کو دیکھو تو نگاہ عبرت سے۔ خوب جان لو کہ دنیا پلٹے کھاتی رہتی ہے۔ اسکی یہ رونق بدل کے کچھ اور ہو جائے گی اسلئے اس دنیا پر غرہ نہ کرنا۔ اور مسجد تمہارا گھر ہو۔ والسلام"

اس کے جواب میں ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ "سلام علیک۔ اس کے بعد میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اور بیماری کے خیال سے صحت کو۔ بڑھاپے کے خیال سے جوانی کو۔ عدیم الفرصتی کے خیال سے فرصت کو۔ موت کے خیال سے زندگی کو۔ اور ظلم کے خیال سے دوستی کو غنیمت سمجھنا اور اُس زندگی غیر فانی کو یاد رکھو جو دو مقاموں میں سے ایک میں ضرور ہوگی۔ یا تو جنت میں اور یا دوزخ میں۔ تم نہیں جانتے کہ ان مقاموں میں سے کہاں جاؤ گے؟"

اسیطرح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عامر بن عبد القیس کو لکھا تھا:- "بعد سلام معلوم ہو کہ میں نے تم سے ایک بات کا معاہدہ لیا تھا مگر مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم نے اس کے خلاف کیا۔ لہذا اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اس پر قائم رہو۔ اور اگر یہ خبر جو مجھے پہونچی صحیح ہے تو بھی خدا سے ڈرو اور پھر اپنے عہد کے پابند ہو جاؤ"

سبحان اللہ! کیا صفائی تھی! اور کیا پاک باطنی تھی! بے شک یہی فرض ہر بھائی کا بھائی کے ساتھ اور ہر مسلمان کا مسلمان کے ساتھ ہے مگر اس کو کتنے نباہتے ہیں؟

مگر اس کا کیا علاج کہ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

[illegible]

عجیب و غریب خطوط

(اپنی انگلش بہو کے نام ایک احمدی خاتون کا خط اور اس کا جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳ر اپریل ۱۹۰۵ء — از موضع ادرین

عزیزہ الیس سلمہا! جیتی رہو، خدا تم کو سلامت رکھے! یہاں آپا کو آجکل حسنہ سلمہا کی پردہ میں رہنے کی بڑی فکر ہے اور اسی وجہ سے رنج بھی ہیں۔

پیاری الیس! اسمیں کوئی شک نہیں کہ ابھی پیاری حسنہ کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کبھی ایسے پردہ کی ضرورت ہے جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے۔ مگر ہاں، ابھی سے اگر حسنہ کو پردہ کی عادت نہ ڈالی جائیگی تو پھر آئندہ بہت مشکل ہو جائیگا، اور اس بیچاری کو بھی ناگوار معلوم ہوگا۔

پیاری الیس، اسلام عورتوں کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا، اور ضرورتاً غیر مردوں سے بھی بات چیت کرنے سے نہیں روکتا۔ عورتیں باہر جا سکتی ہیں، مگر اسطرح کہ سوا ہتھیلیوں اور آنکھ، ناک اور منہ کے کوئی زینت کا مقام کھلا نہ رہے۔ یعنی باہر جاتے وقت ایک ایسا لباس زیب تن ہو کہ جو کل بناؤ سنگار، خوبصورتی کے لباس اور چیزوں کو بالی سے لیکر پاؤں تک ڈھانک لے، تاکہ خواہ مخواہ مردوں کے دل اسکی طرف منتقل نہ ہو جایا کریں۔ ہاں، آنکھ، ناک، اور منہ کھلا نہ رہے تو وہ آرام سے نکل نہیں سکتی، اسلئے ان کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ اور غیر مردوں سے بلا ضرورت نہ ملے۔ عورتوں کی مجلس الگ ہو اور مردوں کی الگ۔ ہاں ضرورتاً ملنے کو منع بھی نہیں کرتا، مگر اسیطرح جسطرح کہ باہر نکلنے کا حکم ہے۔ بس یہی اسلامی پردہ ہے۔ اگر اسکا انتظام تم حسنہ کے ساتھ رکھو تو ہم لوگوں کو بڑی خوشی ہو۔

پیاری الیس! تم ہی انصاف کرو کہ عورتوں اور مردوں کی آزادانہ میل جول سے کہاں تک خرابی کا احتمال ہے؟ یہ کیا رسم ہے کہ عورتیں بن سنوار کر اپنی خوبصورتی کو دوبالا کر کے غیر مردوں سے اپنی خوبصورتی کی تعریف سننے کیلئے مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتی ہیں؟ کیا ہمارا اپنا شوہر ہماری خوبصورتی اور ہمارے لباسوں کی تعریف کرنے کیلئے کافی نہیں جو ہم دوسروں کی قابل نفرت تعریف سننے کیلئے جائیں۔ اگر کسی مجلس میں جانے سے حقیقتاً فائدہ ہے تو جاؤ، اسلام منع نہیں کرتا، مگر اسطرح جاؤ کہ کوئی زینت کا مقام ظاہر نہ رہے، اور عورتیں ایک طرف بیٹھیں اور مرد ایک طرف ہوں۔ پر سے ایک ایسا سادہ لباس ہو کہ سب خوبصورتیوں، کشش انگیز لباسوں اور بناؤ سنگار کو چھپا لے۔ اسمیں کسی کا نقصان ہی کیا ہے؟ ہاں، اُن کا نقصان ضرور ہے جو اپنی خوبصورتی اور اپنے لباس کے بھبن کو نہ معلوم کس خیال سے اپنے پیارے خاوندوں کے سوا غیر مردوں سے سننا چاہتی ہیں۔

الیس پیاری! خدا کیلئے ایسے خیالوں سے پیاری حسنہ کو بچاؤ! اور بچانے کی کوئی تدبیر نہیں سوا اس کے کہ غیر مردوں، نالائق لونڈوں سے خلا ملا نہ ہونے دو، اور اگر کہیں جائے بھی تو اسطرح کہ کوئی خوبصورتی کی چیز ظاہر نہ ہو، ایک سادہ لباس سے سب کچھ چھپا ہو۔ ان نصیحتوں کو مانو اور جواب جلد دو۔ فقط۔

عاجزہ تمہاری اماں

جواب

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء۔ از شہر بھاگلپور

اماں جان! آپ کا خط آیا بھر آنکھوں سے لگایا۔ میں نے آپ کے خط کو بہت غور سے پڑھا پڑھوا کر سنا، اور اس نتیجہ پر پہونچی کہ آپ کا لکھنا محض صحیح ہے۔ ایک حد تک ہم لوگوں میں کمزوری ضرور ہے، اور میں آپ کی نصیحتوں پر عمل کر کے حسنہ کے ساتھ ان باتوں کا بہت اچھی طرح خیال رکھونگی۔ آپ تردد نہ فرمائیں۔ اور یہاں ہر طرح خیریت ہے فقط۔ عاجزہ آپکی پیاری الیس۔

قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

بربادی زلزلہ کی مزید کیفیت

سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے:- بربادی زلزلہ کی مزید حالات اتلاف نفوس کے سابقہ تخمینہ میں کسی قسم کی تخفیف کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے بلکہ برخلاف اس کے ہولناک تصویر کو زیادہ روشن کرتے ہیں البتہ ساتویں گورکھا پلٹن کے نقصانات کے اندازہ کو کم کرتے ہیں۔ اگرچہ لاہور میں براہ راست صحیح اور معتبر اطلاع نہیں پہنچی ہے۔ مگر ساتویں گورکھا کی چار کمپنیوں کے نقصان کا پہلا تخمینہ سرسری طور پر کیا گیا تھا۔ مگر شملہ سے جو تار آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۴۰ سپاہی مر گئے ہیں۔ ۱۰ گم ہیں اور ۱۱۰ زخمی ہوئے۔ کشمیر کی بابت معتبر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عموماً بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اسکے متعلق ایک صاحب کے چشمدید حالات لاہور میں معلوم ہوئے ہیں اور کچھ خطوط بھی سرینگر سے مل گئے ہیں مگر اور مقامات کی خبریں کم تسلی بخش ہیں۔ پالم پور برباد ہو گیا ہے۔ اور صرف کھنڈرات کا ڈھیر ہی ڈھیر دکھائی دیتا ہے۔ ضلع کا سلسلہ تار اور ڈاک ٹوٹ گیا اور تار اور ڈاک کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ دھرم سالہ سے اور فہرست آئی ہے جو یورپین مردوں کی ہے مسس گوپ لینڈ گوپال پور کے باغات چار کی مالکہ مسٹر گبسن جیمیاں کے باغات چار کے مالک مسٹر ایس۔ ایچ۔ ڈاکٹر جو مرحوم مسس نیوٹن کی ہمشیرہ تھی۔ اور مسٹر سیل کے ایک بچے کے مر جانے کی خبر ہے مسٹر سیل سلیٹ کی کان کے منتظم ہیں۔ یہ کیفیت یورپینوں کی ہے۔ مگر دیسیوں کی بربادی احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ امدادی پارٹیاں اپنا کام تیزی کے ساتھ کر رہی ہیں اور دبے ہوئے مردوں کو نکال رہی ہیں۔ انبالہ اور سیالکوٹ سے پائونیر کے دستے اور ان کی کمک کے دستے پہنچ رہے ہیں۔ دھرم سالہ نے سلسلہ تار برقی قائم کر دیا ہے۔ اور پچھلے اتوار کو کرنیل رکیمیر کمشنر حفظان صحت دھرم سالہ کو روانہ ہو گئے تھے۔ ایک نامہ نگار دھرم سالہ کے بازاروں کی خوفناک حالت کی کیفیت لکھتا ہے جو زلزلے کے دوسرے دن نظر آرہی تھی۔ بچے کھچے آدمی سردی سے کانپتے ہوئے برباد مکانوں کے کھنڈرات میں جمع ہو کر آگ تاپ رہے تھے جو مکانوں کی چھتوں کی لکڑیاں جلا کر سردی سے محفوظ ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور فاصلے پر مردے جل رہے تھے۔ اور زندہ آدمی خائف تھے کہ زمین اپنا موہنہ کھولکر ہم کو ہڑپ نہ کرے۔ شملہ کی تار خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ وائسرگل لاج کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے حالانکہ پہلے اسقدر نقصان کا اندازہ نہ کیا گیا تھا، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شملہ کالکا ریلوے کو کوئی صدمہ نہیں پہونچا۔ اور شملہ و کالکا کی درمیانی چھاؤنیوں میں زلزلہ بہت کم محسوس ہوا اسلئے انہوں نے رپورٹ کرنے کی پروا تک نہیں کی۔ پائونیر لکھتا ہے کہ پچیس سال پہلے نینی تال میں دامن کوہ کا ایک حصہ گرنے سے جو نقصان جان انگریزوں کا ہوا تھا اسکے قریب قریب اب

نشانِ زلزلہ کے خطوط

نظارہ ہولناک | ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۳ پرد ۱۹۶۱ء چیت ۱۵ سمت بکرم مطابق ۲۸ - ماہ محرم ۱۳۲۳ ہجری کی صبح صادق اپنی معمولی آب و تاب سے اس جہانِ فانی پر چمکی کسی کو کیا معلوم تھا کہ بچشم زدن و بطرفۃ العین کیا ہوگا اللہ ری تیری شان کبریائی کا بجز ذات پاک کسکو علم ہو سکتا ہے۔

قریباً چھ بجے کے وقت جبکہ میں سڑک پر جانب جنگل برائے رفع حاجات جا رہا تھا کیا دیکھا کہ مشرق کیطرف سے شر شر کی آواز سنائی دے اور ایک گرد و غبار کی دیوار بڑے زور شور سے آ رہی ہے سمجھا کہ یہ معمولی طوفان ہے اور کم از ایک سیکنڈ وہ دیوار مجھپر سے گذر گئی اور مجھے ایسا دھکا لگا یا کہ میں زمین پر گر پڑا آناً فاناً متصل کے مکانات سے گرا گڑ دھما دھم کی آوازیں سنائی دیں۔ اور طرفین میں سناٹی کا عالم چھا گیا میں جب گر پڑا تو چاروں شانے چت لیٹ گیا کیا محسوس کر رہا ہوں کہ کرۂ ارضی اسطرح پرواز کر رہا ہے جسطرح کوئی شخص چارپائی پر لیٹا ہوا چارپائی کو زور سے کھینچنے سے محسوس کرتا ہے۔ کوئی دو منٹ تو ایسا سماں بندھ رہا۔ کہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ وہ وقت کیا تھا گویا قیامت تھی۔ والدین کو اپنی اولاد اور بچگان کو اپنے والدین کی نہ سوجھی۔ پیارے سے پیارے کو نہ جان سکتا تھا۔ کہ کہاں وہ ہے اور کہاں میں ہوں۔ جب یہ آفت گذر گئی تو چاروں طرف سے آہ و زاری کے نعرے بلند ہوئے کیا دکھائی دیا۔ کہ تمام بازار۔ مکانات۔ کوٹھیات اپنی جڑوں سے اکھڑ کر خاک ہو گئے۔ ہزاروں مرد و زن و بچہ لاکھوں من بوجھ کے نیچے دب گئے۔ کوئی کوئی شخص جو صبحدم اٹھ چکا تھا باواز بلند پکار رہا تھا نکلو نکلو بھاگو بھاگو وہ گرا یہ گرا بعض مرد و زن و بچہ جنکو خداوند تعالیٰ نے رکھنا تھا صحیح سلامت برآمد ہوئے۔ سیکڑوں سخت مجروح و زخمی ہوئے۔ سیکڑوں دب کر مر گئے۔ کئی نعشیں کئی کئی روز تک برآمد نہ ہوئیں جبتک کہ مکھی نے اسجگہ بھن بھن سے دیگر اشخاص کو آگاہ نہ کر دیا ہائے وہ درد انگیز نظارہ وہ ہیبت ناک سین۔ وہ خوفناک وقت کیسا ڈراؤنا تھا گویا کہ قہر الٰہی بصورت جہنم مثل انسان ہو رہا تھا عجب تیری شان عجب تیری شوکت۔ تعجب نگاہ سے باہم گفتگو ہے گلستاں میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا۔ نہ اسکی وہ رنگت نہ اسکی وہ بو ہے ہزارہا خانجات سے کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جو خاک میں نہ ملگیا ہو لوگوں کے ہزارہا روپیہ کا مال لکھوکھا روپیہ کا اسباب چاندی و سونا و زرکشی پارچات مٹی میں اسطرح ملا ہوا ہے مانو کہ کسی کے پاس کچھ تھا ہی نہیں اپنے اپنے مردہ خویش و اقربا کو لوگ کفن و دفن کی بعد گھر کے پاس آتے ہیں کوئی جنس نہیں پاتے نہ کسی ہمسایہ سے بامید حصول طلب کر سکتے ہیں ایسے وقت میں خلق اللہ حیران و پریشان ہو رہی تھی۔ کہ کیا کریں۔ پیارے پیارے بچے رو رو کر اپنے والدین سے روٹی طلب کر رہے ہیں اور لوگ بیچارے سخت متشدد ہیں کہ کیا کریں بعض بعض تو جنس وغیرہ نکالنے میں کامیاب ہوئے اور ہزاروں آدمی بھوکے پیاسے السی بیاکل ہوئے ہوئے سرگردان دیوانہ وار دیکھ رہے ہیں۔ کہ کہاں جائیں اور کدھر ڈھونڈیں۔

اندریں وقت مسافر لوگ جو دو چار یا پانچ سات کوس سے آئے ہوئے وہاں سے گذر رہے ہیں یہی بیان کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ کہ ایسی ہی تباہی ہر جگہ ہے۔ ہم اپنے گھروں کے مردوں کو نکالنے چلے ہوئے ہیں۔ جب ایک آفت سے چھوٹ کر اس بھوک کا سامنا ہو رہا ہے تو لوگ الامان الامان پکار رہے ہیں۔ کہ اتنے میں خداوند کریم اپنے بندگان کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا کر اپنی صفت رحیم و کریم کو ظہور میں لاتا ہے وہ کیا کہ ایک منادی باواز بلند کہہ رہا ہے کہ سنو بندگان خدا ایسے مصیبت کے وقت جس کے پاس آٹا چاول دال نمک وغیرہ اشیاء خوردنی نہیں رہے یا پارچہ کفن کی ضرورت ہے وہ شیخ عمر بخش نگڑی بھوارنہ بزاز کے پاس جاوے اوس نے جنس کی بوری کو کھولدیا ہے عوام الناس خلق اللہ کو مفت جنس تقسیم کر رہا ہے۔ آناً کہ بندگان تعالیٰ کی مایوسی بصورت امید تبدیل ہوئی ہے اور ہر کہ ومہ اپنی اپنی ضروریات کے رفع کیواسطے شیخ عمر بخش کی دوکان پر جاتا ہے اور بامراد واپس آتا ہے۔

یہ امر مبالغہ نہیں ہے کہ شیخ عمر بخش نے بیسیوں من چاول اور بیسیوں روپیہ کا کفن مفت تقسیم کیا۔ ایسے شہر خموشاں میں شیخ کی دوکان پر گویا میلہ لگ گیا یہاں تک ہی نہیں بلکہ شیخ نے خود ہر ایک غریب و فقیر۔ عاجز و مسکین و امیر وزیر کے گھر پر جا کر دست بستہ کہا کہ جس چیز کی ضرورت ہو حاضر ہوں حکم کرو۔ شیخ بمعہ اپنی بیوی کے خود بھی دب گیا تھا۔ مگر الحمد للہ والمنۃ کہ وہ صحیح و سالم نکل آیا۔ جب کوئی شخص کوئی معمولی کنواں یا باؤلی یا سڑک یا دھرم سالہ طیار کرتا ہے تو سرکار دولتمدار کی طرفسے سند خوشنودی مزاج عطا ہوتی ہے۔ کیا ایسے نیک مرد شیخ کی ایسے مصیبت کے وقت کی مدد بندگان تعالیٰ کو ہماری مہربان گورنمنٹ اپنے عواطف سلطانی میں نہ لاوے گی۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ہماری دادرس گورنمنٹ اسپر ضرور خیال فرماویگی اور شیخ عمر بخش بزاز بھوارنہ کو اوسکی جوانمردی کا پورا پورا صلہ عطا فرماوے گی

راقم بنگوہانداس پٹیگر و ادرحالو تنگو بھوارنہ ضلع کانگڑہ

پیارے سید۔ سلام مسنون۔ ۱۷ - اپریل ۱۹۰۵ء کا مہربانی نامہ کل یہاں مجھے ملا۔ یادآوری کا شکریہ ہے۔ پیارے سید کیا پوچھتے ہو اس ۴ - اپریل کے زلزلہ کی تباہی سب سے زیادہ مجھے برداشت کرنی پڑی ہے جسکا کنبہ کا کنبہ ایک چشم زدن میں پختہ مکانات اور قلعہ میں جا نیسے ہلاک ہوا افسوس کہ کنبہ بھر سے ایک بدقسمت میں اور میری خورد سال لڑکی باقی ہیں ۳۲ - آدمی کی ہلاکت جسمیں شفیق ماں عزیز بھائی پیاری بیوی بچے بھتیجے بھانجے شامل ہیں سب نے اپنی اور دائمی مفارقت سے مجھے سخت رنج پہونچایا۔ اچھا خدا کی مرضی مشیت ایزدی سے چارہ نہیں۔ دعا فرماوئیں کہ مرحوماں کو مغفرت اور مجھے توفیق صبر دیوے۔ میں ۱۷ - اپریل ۱۹۰۵ء سے تین ماہ کی رخصت پر ہوں اور آجکل خانہ بدوشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ جملہ صاحبان حال پرس کی خدمتمیں میرا سلام عرض کر دیں اور حالات سے مسرور فرماویں۔ محمد ولی اللہ خان محزون۔ مقام رہلو ضلع کانگڑہ۔ ۲۳ - اپریل ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اکرمی و معظمی جناب والد ماجد صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں بخیریت نادون میں پہونچ گیا ہوں۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ کو ایسا خوفناک زلزلہ آیا۔ کہ الامان۔ نادون میں چند مکان گرے ہیں مگر جانوں کا نقصان نہیں ہوا۔ مگر سوجانپور کانگڑہ خاص دہرم سالہ اور پالم پور منڈی میں غضب ہو گیا۔ سوجانپور کا مدرسہ اور مکانات تمام خاک میں مل گئے ایک جھونپڑی بھی کھڑی نظر نہیں آتی۔ مولوی وزیر الدین صاحب بچ گئے ہیں۔ مگر لوگ تقریباً ۳۰۰ کے آدمی ہلاک ہو گئے۔ کانگڑہ کی تباہی عبرتناک ہے۔ ۴ ہزار کی آبادی میں سے بمشکل ایک ہزار آدمی نظر آتے ہیں باقی سب مکانوں کے نیچے دب کر مر گئے۔ مدرسہ کانگڑہ میں صرف دو استاد بچے اور ۷۰ لڑکوں میں سے ۲۵ لڑکے زندہ رہے باقی دب کر مر گئے بہت سے انگریز بھی شکار مرگ ہوئے۔ بھاگسو میں ایک گورکھوں کی پلٹن پانچ سو آدمیوں کی سب کی سب غارت ہو گئی ایک متنفس بھی نہ بچا۔ اب ان جگہوں کی یہ حالت ہے۔ "کان لم یغنوا فیہا"۔ روٹی کپڑا نہیں ملتا۔ فاقہ مر رہے ہیں۔ اور اب تک متواتر زلزلے آ رہے ہیں۔ معلوم نہیں کیا ہوگا۔

طفیل حسین از نادون

نقل چٹھیات لالہ ملک راج جی بھلہ

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں یہاں پہنچ گیا۔ راستہ میں جو قصبے تباہ ہوئے یہاں تک تھے سب برباد ہو گئے ہیں ہر ایک جگہ سارے کے سارے مکان گر گئے ہیں اور اسطرح جیسے کہ کسی کو کوئی حصہ رہنے کے لائق نہیں۔ دیواریں گر گرا نیٹ سے اینٹ جدا ہوئی ہیں اور چھتوں کی کڑیاں بھی الگ الگ پڑی ہیں۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسکا اکہنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ بربادی مکمل ہے۔ سنا ہے کہ دہرم سالہ کے سوائے کانگڑہ۔ پالم پور۔ جوالا مکھی منڈی۔ سوکیت۔ کلو۔ بیج ناتھ وغیرہ سب تباہ ہو گئے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے مکانات کوئی نہیں بچے دہرم سالہ میں کچھ لاشیں ہیں۔ ان کے رشتہ داروں نے جلا دی ہیں۔ باقی فوج کے آدمی کل سے نکال رہے ہیں۔ بعض اب بھی نکلی نہیں معلوم ہوتیں۔ راستہ میں بعض جگہ بو اسقدر سخت تھی کہ میرے خیال میں وہاں حیوانی اور انسانی لاشیں سڑ رہی ہونگی۔ جائیداد کے متعلق تو کسی کو فکر ہی نہیں ابھی تک لوگ چپ چاپ ہیں اور کریں تو کیا کریں۔ قلی میسر نہیں۔ ۱۱ - اپریل ۱۹۰۵ء

(۲)

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں آج کانگڑہ سے پہنچ گیا راستے کے جو جو گاؤں ملے ہیں قریباً سب دیکھے انمیں مکمل بربادی ہے۔ بہت سے دکھ اور مصیبت والے کیس دیکھے ہیں۔ مثلاً ایک شخص پنڈت بیلی رام دہرم سالہ میں تھا۔ ان کا سارا کنبہ مر گیا صرف دو لڑکیاں باقی رہیں۔ ایک اور شخص کا سات آدمیوں میں سے ایک لڑکا باقی ہے سڑک پر ایک اندھا بوڑھا مانگ رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اپنے کنبے میں سے وہ اور اسکی بڑھیا بیوی بچے ہیں اور کوئی نہیں بچا۔ پاس ایک بھاری مکان کے کھنڈرات تھے وہ اسکا تھا۔ ایک بوڑھا کھتری دیکھا جسکا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کے ۲۲ مکان تھے سب کے سب گر گئے ہیں۔ دہرم سالہ میں جو کچھ سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلیڈر سب سے پہلے بھاگ گئے۔ ایک صاحب نے جو اعلےٰ تعلیم یافتہ اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ہیں مکان میں اپنا دبا ہوا لڑکا چھوڑ کر میدان کا راستہ لیا۔ کہتے ہیں کہ بعض مکانوں کے اندر سے دو دو تین تین دن تک آوازیں آتی رہیں لیکن آبادی کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ مدد نہیں پہنچ سکی۔ اگر ہمارے دوست جنکا اوپر ذکر کیا ہے ہمت باندھکر کام کرتے تو ایک بڑی بھاری تعداد آدمیوں کی زندہ نکل آتی کانگڑہ اور بھون میں تو اس سے بھی زیادہ خراب حال ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ چار چار پانچ پانچ دن تک برابر آوازیں آتی رہیں چھٹے دن ایک عورت زندہ نکلی۔

نوٹ: میرے مکرم سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جناب [illegible] صاحب ڈپٹی انسپکٹر کو راجہ فضل [illegible] کے ایک کمسن کی اس مصیبت پر تعزیت کا خط لکھا تھا جسکا جواب راجہ صاحب نے یہ دیا اللہ تعالیٰ انپر اپنا رحم کرے اور اس مصیبت میں انہیں صبر جمیل دے آمین

دہرم سالہ اور پالم پور وغیرہ مین ہوا ہے۔

ہیبت ناک زلزلہ

ماہ رواں کی چوتھی تاریخ کو صبح کے چھ بجے پر دس منٹ کی وقت لاہور مین جس زور سے زلزلہ کا اثر محسوس ہوا۔ اور اُس نے سینکڑوں مکانوں کو سر بسجود کر کے ہزارہا دلون کو خطرناک حالت مین کر دینے کے علاوہ جسقدر جانون کا نقصان کیا۔ وہ لوگون کو دیر تک بھولنے والا نہین ہے۔ اس نقصان جان و مال کی لاہور ہی تک خصوصیت نہین رہی۔ بلکہ ہندوستان کے ہر گوشے گوشے سے اس خدائی قہر کے ماتحت خلقت کے عذاب مین مبتلا ہونے کی خبر دن بر خبرین موصول ہو رہی ہین۔ وہ وقت یاد آکر جب لاہور کی عالیشان اور سر بفلک عمارتین سنگ لرزان بنی ہوئی نظر آتی تھین۔ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین تین چار منٹ تک درختون کی یہ حالت دکھائی دیتی تھی۔ گویا انہین تپ لرزہ نے آگھیرا ہے۔ اور وہ بڑے کانپ رہے ہین۔ ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے منکرون تک کے منہ سے توبہ! توبہ!! کے الفاظ نکل رہے تھے۔ فی الواقع وہ حالت ایسی ہی خطرناک تھی کہ خدائی شان جلال کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مشرق کیطرف بتائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے ہین۔ کہ انہون نے ایسا زلزلہ دیکھنا تو درکنار عمر بھر مین سنا تک نہین۔ اس مین مبالغہ نہین وہ بالکل سچ کہتے ہین۔ لاہور کے قلعے کو تعمیر ہوئے خدا جانے کتنی صدیان گذر گئی ہین اور اس عرصہ مین اس نے کتنی اندھیان کسقدر طوفان اور کتنے زلزلے دیکھے ہونگے مگر اسے خبر تک نہ ہوئی تھی۔ اس زلزلہ نے اسکی بھی بنیادون کو ہلا دیا تا بہ دیگران چہ رسد۔ کوئی سرکاری عمارت ایسی نہین رہی جسے کچھ نہ کچھ صدمہ نہ پہنچا ہو۔ بہتون کی حالت تو ناقابل بیان ہو گئی ہے۔ مگر بیان پر اس زلزلہ کے تذکرہ سے ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ ہم ناظرین کو بتائین۔ کہ یہ زلزلہ ہندوستان کی تاریخ مین ایک قابل یاد واقعہ تصور کیا جائیگا بلکہ ہم اذا الارض زلزلت کیطرف متوجہ کرانا چاہتے ہین۔ سورج پر داغون کے چھا جانے اور اذا الشمس کورت کی طرف اشارہ کرنے نے دنیا کو حیرانی مین ڈال دیا ہے اپریل کا نصف ہونے کو ہے اور ابھی تک سردی کا یہ عالم ہے۔ کہ رضائی اوڑھے بغیر رات نیند نہین آتی۔ ان کے علاوہ طاعون کی روز افزون ترقی ہے یہ سب باتین ایسی نہین جن سے غور پسند طبائع کو نتیجہ نکالنے مین کچھ دقت پیش آئے۔ کہ ہندوستان کی روحانی اور اخلاقی حالت درجۂ اعتدال سے گر چلی ہے جسکی تنبیہ کیلئے قدرت کی طرف سے حیرت انگیز واقعات ظہور مین آ رہے ہین۔ سائنس ان سب کی وجوہات تک کچھ ہی کیون نہ بتلائے۔ مگر فطرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہین۔ کہ ایسے واقعات ہر روز واقع نہین ہوا کرتے۔ بلکہ ان کے لئے خاص وہی وقت مقرر ہوتے ہین۔ جب دنیا کے کسی حصہ پر ظلم و فریب بڑھ جائے۔ اور قدرت وہان کے باشندون کیلئے تنبیہ کی ضرورت محسوس کرے۔ بہرحال اولی الابصار لوگون کیلئے عبرت پکڑنے کی جگہ ہے

(اردو اخبار)

۴۔ اپریل کا زلزلہ اور اسکے متعلق ضروری اطلاعات

۱۱۔ اپریل کو پیرس پایۂ تخت فرانس کی میونسپل کونسل نے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی خدمت مین اس زلزلہ سے متعلق ہمدردی کا پیغام بھیجا۔ اسی تاریخ مین ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک مراسلہ ٹوکیو دار الخلافہ جاپان سے مظہر ہے کہ وہان جلسہ ہو سومیہ جیجی ہو نے مصیبت زدگان زلزلہ کی دستگیری کیلئے ایک چندہ کھولا ہے۔ ۱۲۔ اپریل کو ملک معظم نے میونسپل کمیٹی کی اس ہمدردی کا شکریہ بذریعہ تار ادا کیا۔

تازہ ترین تخمینہ ہے کہ تحصیل کانگڑہ مین دس ہزار آدمی مرا ہے اور پالم پور مین تین ہزار لیکن خیال یہ ہے کہ ابھی تک یہ شمار و اعداد زیادہ تر قیاسی و تخمینی ہین۔ بالکل ٹھیک نہین۔ دہرم سالہ مین سول نقصان کی کل میزان ۲۴۴ بیان کیگئی ہے۔ سول ملٹری گزٹ کو چیف سکرٹیری گورنمنٹ پنجاب سے یہ اطلاع ملی ہے :- حضور وائسرائے نے ایک چٹھی ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام بھیجی ہے۔ جو بغرض اشاعت ارسال کیجاتی ہے آپ سر چارلس ریواز وادی کانگڑہ مین موقعہ پر تشریف لے گئے ہین تاکہ اصلی حالت بذات خود ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ آیا مصیبت زدون کی امداد بقدر امکان ہو رہی ہے یا نہین۔ ہز آنر کی عدم موجودگی مین آپ کی ہی ہدایات کے مطابق صوبہ کے بعض انگریز نیز دیسی ممتاز اشخاص کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ مصیبت زدگان کی امداد کیلئے فراہمی چندہ وغیرہ کی غرض سے ایک جنرل کمیٹی مین شامل ہون۔ ہز آنر کے لاہور واپس آتے ہی اس کام کے واسطے ایک جلسہ عام منعقد کیا جاویگا

ہز ایکسیلنسی کی چٹھی کا مفہوم یہ ہے :-

"مائی ڈیر سر چارلس۔ ہر تازہ اطلاع سے وادی کانگڑہ مین بیش از بیش ہی تباہی کا پتہ لگتا ہے قطع نظر اس سے کہ نقصان جان ٹھیک ٹھیک کسقدر ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی مبتلائے مصیبت تو بالیقین ہو گئے ہونگے۔ پس مجھے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کیلئے امدادی چندہ کی فہرست کھلنے مین اب ہمین ڈھیل ذرا نہ کرنی چاہیئے۔ آپکی گورنمنٹ ہر ایک ممکن ذریعہ سے ان لوگون کی دستگیری کر رہی ہے اور زراعت پیشہ گروہ کو بھی بعد ازین جسقدر گورنمنٹ سے ہو سکی امداد خاص دیجائیگی لیکن بہت سا نقصان مکانون وغیرہ کی تباہی سے جو ہوا ہے اسکی تلافی سرکاری اعانت سے کیا ہو سکتی ہے صرف پرائیویٹ فیاضی سے ہی اسکا علاج جلد تر اور زیادہ کارگر ہو سکتا ہے۔" یہ فرما کر لارڈ کرزن بہادر نے فہرست چندہ کے کھولنے کی رائے دی، اور دس ہزار روپیہ خود بھی اس کار خیر مین مرحمت فرماتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ "میرے خیال مین چندہ کی فراہمی و تقسیم کا مرکز لاہور مین ہونا چاہیئے" پھر فرماتے ہین "مجھے بھروسہ ہے کہ آپ وہان (لاہور مین) یا جہان کہین مناسب ہو بلا توقف اسکے متعلق کارروائی شروع کر دینگے۔ جو مصیبت زدون کی امداد کیلئے ہمیشہ تیار رہتے ہین یہ مصیبت دیسیون اور یوروپیون پر یکسان پڑی ہے۔ لہذا مجھے یقین ہے کہ دونو ہی گروہ اس کار خیر مین بخوشی شامل ہونگے۔ چونکہ لیڈی کرزن ابھی زلزلہ کی تباہی سے بال بال بچی ہین۔ اسواسطے مین سمجھتا ہون کہ مجھے شاید اشارہ مین آپ کو مخاطب کرنیکا زیادہ حق ہے"۔ الخ

لارڈ کرزن بہادر کی چٹھی سے پایا جاتا ہے کہ آپ اس ناگہانی آفت و مصیبت کے نتائج سے بہت متاثر ہوئے ہین۔ حتی کہ آپ نے دس ہزار روپیہ مصیبت زدون کی امداد مین جیب خاص سے بھی مرحمت فرمایا ہے۔ علی ہذا سر چارلس بہادر بالقابہ کو بھی اس حادثہ اور لوگون کی بربادی و مصائب کا یہانتک خیال پیدا ہوا کہ ہز آنر نے باوجود ساری تیاری کر چلنے کے اپنی روانگی ولایت بھی ملتوی کر دی۔ ہز ایکسیلنسی اور ہز آنر کی یہ شفقت شاہانہ بلاشبہ نہایت شکرگزاری و ستائش کے لائق ہے۔

اس زلزلہ کی مصیبت کوئی معمولی واقعہ نہین کہ جسکا چرچہ دو چار روز حدود ملک ہی کے اندر ہو کر رہجاتا۔ بلکہ اسکی افسوسناک خبر قریب قریب تمام ممالک غیر مین پہونچ گئی ہے اور کئی جگہ سے ہمدردی و اظہار افسوس کے پیغام پہونچے ہین۔ جنمین سے چند کا ہم قبل ازین ذکر کر چکے ہین ملتے ۱۱۔ اپریل کی تار خبر دان مین ہم دیکھتے ہین کہ اسی متعلق ایک ٹیلیگرام لارڈ ولینڈ کی پرنس کا بھی آیا ہے اور ایک لارڈ ملنر بہادر ہائی کمشنر جنوبی افریقہ کا۔

شاہپور سے ۱۱۔ اپریل کی تار خبر ہے کہ لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ساتھ صرف ان کے پرائیویٹ سکرٹیری آئے تھے۔ انڈر سکرٹیری صاحب لاہور سے بذریعہ سپیشل ٹرین بعد مین پہونچے۔ ہز آنر بذریعہ ٹانگہ سید پور پٹھانکوٹ کے رستہ آئے ہین۔ صاحب کمشنر قسمت جالندھر بھی ان سے جا ملے ہین۔ انہون نے بھی ڈیرے وہین ڈالے ہوئے ہین اسی کیمپ سے تمام علاقہ کی خبرین عام طور پر آتی جاتی ہین۔ شاہپور مین تو ایک تار گھر کھولدیا گیا ہے جسکا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اور دہرم سالہ سے چھوٹے موٹے پیغام بذریعہ ہیلوگراف آتے جاتے ہین۔ میجر جنرل ہگینز اور کرنیل بلاک جو فوجی انتظام و اہتمام سے متعلق دہرم سالہ مین آئے ہوئے تھے۔ وہ اپنا کام کر کے لاہور واپس چلے گئے ہین دوران رستہ مین بنگلہ کوٹلہ پر وہ سر چارلس ریواز کو ملے تھے۔

مسٹر ینگ سپرنٹنڈنٹ ۱۱۔ اپریل کو دہرم سالہ سے اترے۔ ان کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ وہان لاشون کے کھود کر نکالنے کا کام بسرگرمی ہو رہا ہے۔ اور یقین کیا گیا ہے کہ دہرم سالہ مین تو قریباً تمام لاشین نکال لیگئی ہین۔ گو ممکن ہے کہ معدودے چند ابھی تک ملبہ کے تہ و بالا تودون مین دبی پڑی ہون۔ بازار کے ویرانہ مین ایک گھر سے ایک شخص کھود کر ایسا زندہ نکالا گیا جو پانچ دن تک ملبہ کے نیچے دبا رہا مگر خدائی شان کہ مرا نہین۔ سامان رسد بافراط ہے۔ کیونکہ وہ پٹھانکوٹ سے اونٹون اور خچرون کے ذریعہ دبادب پہونچ رہا ہے۔ آٹے اور دیگر خوردنی ضروریات کا ایک معقول ذخیرہ ہر وقت تیار اور محفوظ رہتا ہے کہ نہین معلوم کب اور کتنی ضرورت پڑ جائے۔ لوگ جو زلزلہ کے خوف سے دیوانہ وار اپنے گھرون کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب ہر جگہ اپنے گاؤن کو واپس آ رہے ہین۔ بنیون نے بھی اپنی دوکانین جنہین زیادہ ضرر نہین پہونچا تھا۔ آ کر کھولدی ہین۔ قصبہ کانگڑہ مین تمام مانگنے والون کو خوراک تقسیم کی گئی ہے۔ (باقی آئندہ)

حضرت اقدسؑ کے شب و روز

غالباً ناظرین الحکم کیلئے یہ معلوم کرنا بہت ہی دلچسپ اور مفید ہوگا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات شب و روز آجکل کس طرح گذر رہے ہیں۔ حضرت اقدس خدا تعالیٰ کی متواتر وحیوں کیوجہ سے جو آنیوالی آفت زلزلہ کی خبریں دے رہی ہیں بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذارتے ہیں اور غالب علی امرہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور صمدیت پر پورا اور کامل ایمان رکھتے ہوئے اسکی حفاظت اور پناہ چاہتے ہیں۔ جس حال میں وہ وجود پاک جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے وجود کا زندہ ثبوت اور آئینہ ہے جو اسکی توحید کے قائم کرنے کیلئے مختص کیا گیا ہے باوجود ان وعدوں کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے کر رکھے ہیں اسقدر ترسان اور لرزان ہے پھر ہم اگر بے باکی سے خدانخواستہ اپنے اوقات بسر کریں تو ہم سے زیادہ خطا کار کون ہوگا؟

۲۔ اعلیٰ حضرت دعا کیلئے ہمیشہ بیت الدعا الگ رکھتے ہیں بلکہ ہمنے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ صحابہ بھی بیت الدعا رکھتے تھے ہر شخص کو بیت الدعا رکھنا چاہیئے جہاں وہ اوقات مقررہ پر کچھ وقت دعا میں گذارا کرے۔ باغ میں چلے جانے کے باعث آپ کے اس معمول عامہ میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ پھر بھی آپ نے ایک خاص چوبی کمرہ بیت الدعا بنانے کی غرض سے حال میں منگوائی ہے جہاں آپ خصوصیت کے ساتھ اپنی جماعت کیلئے دعائیں کرینگے اور ایک یہی دعا آپ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت میں سے طاعون کو اٹھا دے۔

۳۔ پھر حضرت اقدس کے اوقات میں سے ایک حصہ اندرون خانہ میں تبلیغ اور انذار کا ہے آپ ام المومنین اپنی اولاد اور دوسری عورتوں یا بچوں کو جو سمجھدار ہیں جنکو حضرت اقدس کے ہمراہ رہنے کا موقع حاصل ہے ہر روز تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی تازہ وحی یا کشف ہوتا ہے آپ سب سے اول گھر والوں کو سناتے اور مناسب موقع وعظ فرماتے ہیں۔

۴۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تصنیف میں وہ وقت گذرتا ہے جو مندرجہ بالا اوقات سے اور نمازوں کی ادائیگی سے بچتا ہے۔ اسی میں ضروریات روزمرہ بھی شامل ہیں۔ ۶۶ سال کی عمر میں اسقدر مصروفیت اور وہ بھی محض خدا تعالیٰ کی توحید اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں بجز خدا کے مامور و مرسل کے دوسرے کی زندگی میں قطعاً نہیں پائی جا سکتی۔ عصر کی نماز کے بعد عموماً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی نہیں رہتی چکر آنے لگتے ہیں اسلئے مغرب اور عشاء کی نماز میں باہر تشریف نہیں لا سکتے بلکہ اندر ہی نماز پڑھتے ہیں اور وہ بھی عموماً با جماعت۔ ناظرین سنکر حیران ہونگے کہ ایسے موقع پر حضرت اقدس کسی نہ کسی لڑکے کو ہی ساتھ ملا لیتے ہیں اور نماز با جماعت ادا کرتے ہیں۔

۵۔ باہر کی زندگی بھی انہیں امور خیر سے لبریز ہے۔ نمازوں میں شریک ہونے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ علی العموم نماز سے اول اور بعد کسی نہ کسی ذکر اور سلسلہ کلام میں تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ کا عام موضوع اور منشار کیا ہوتا ہے؟ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق۔ ایمان خدا کی وحی پر بطور الیقین۔ اپنی کامیابی اور الٰہی نصرتوں کی بشارت خدا تعالیٰ پر پوری امید۔ خدام کو توبہ و استغفار کا وعظ۔ مغرورانہ زندگی سے بچنے کی ہدایت نمازوں کی پابندی اور تہجد کے التزام کی تعلیم باہم ہمدردی اور مواسات کا سبق مخالفوں کی تحریروں اور دلکھ دینے والی کارروائیوں پر صبر کی تلقین اور تفویض الی اللہ اور تسلیم کی نصیحت۔

۶۔ پھر بیرونی زندگی کے اوقات میں مبایعین کی بیعت لینا۔ مہمانوں سے ملاقات انکی مہمانداری کے لوازم اور شرایط کو ملحوظ خاطر رکھنا۔

یہ ہے مختصر سا نقشہ آپ کے معمولات کا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی دم بھی اس کریم النفس انسان کا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کے بغیر گذرتا ہے؟ اللّٰہم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔ آمین

ریمارک

تہذیب نسواں لاہور یہ اپنے نام کا اکیلا اخبار ہے جو ایک شریف خاتون کی ایڈیٹری میں مستورات کے فائدہ کیلئے لاہور رفاہ عام پریس سے شایع ہوتا ہے اسکو جاری ہوئے قریباً آٹھ سال ہوگئے ہیں میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ یہ اخبار مستورات کیلئے نہایت بیش قیمت اور مفید اخبار ہے۔ اگرچہ اس میں بہت کچھ اصلاح کی گنجائش بھی ہے تاہم موجودہ حالت کسی صورت میں مستورات کیلئے فائدہ سے خالی نہیں جب یہ اخبار جاری ہوا تو آٹھ صفحہ کا تھا پھر رفتہ رفتہ اسکو مفید تر بنانے کیلئے منیجر صاحب نے اسکی چار صفحہ اور بڑھا دیئے لیکن ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء سے یہ اخبار مستقل طور پر پورے سولہ صفحہ پر شایع ہونے لگا ہے اور اس طرح اسکا حجم دو چند ہو گیا ہے اور قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہے وہ بدستور ہے سالانہ ہے۔ میری رائے میں عورتوں کی تعلیم کے حامیوں کا فرض ہے کہ اس اخبار کی اشاعت میں خاص طور پر مدد دیں بلکہ سر رشتہ تعلیم کے عامل کو اگر کر صاحب سے امید ہونی چاہیئے کہ وہ سر رشتہ تعلیم کیلئے بھی اخبار کی ایڈیٹرہ اور اسکی منیجر کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی شیر خانصاحب پٹواری نہر چک ۱۰۵ ڈاکخانہ مریدکے ضلع لاہور (مدرسہ) ۲عہ
۲۔ بابو نواب الدین صاحب کلرک مس کو شاہین ۳۲ ڈیرہ غازیخان ۳ عہ ۱۲
۳۔ میاں اسمعیل آدم صاحب کشمیری بازار بمبئی چندہ مدرسہ ۶ آنہ
۴۔ مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ شاملی (ماہواری چندہ مدرسہ) ۲/
۵۔ منشی نظام الدین صاحب پوسٹ ماسٹر محلہ مسلم گوجرانوالہ (ماہواری چندہ) ۴/
۶۔ منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الہ آباد ۔ عمہ
۷۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد ۔ عنہ ۲
۸۔ جماعت راولپنڈی معرفت محمد اکرم صاحب عید فنڈ قربانی ۔ عہ ۱۲
۹۔ میاں محمد حسین صاحب و میاں تیما صاحب حرم چیت پور کلکتہ (عید فنڈ قربانی) ۳ عہ ۱۲

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء (۱۵ ؍ ۷ ؍ میزان)

۱۔ جماعت احمدیہ معرفت سکرٹری انجمن حمایت اسلام کانگڑہ (مدرسہ) عہ

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ شیخ نبی بخش صاحب بازار کلاں راولپنڈی (مدرسہ) ۲عہ
۲۔ میاں الٰہی بخش و رحیم بخش تاجران کتب گجرات (عید فنڈ) عہ

۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ مولوی عبد الہادی ماچھی واڑہ (لدھیانہ) ۔ عہ ۱۱
۲۔ قاضی شاہدین صاحب نمبردار بابت جماعت مالکپور ضلع ہوشیارپور عہ
۳۔ میر حامد شاہ صاحب بابت جماعت سیالکوٹ ۔ عہ

۲۲ مارچ ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ میاں رحمت علی صاحب ساکن ملکانہانس ضلع منٹگمری ۔ عہ
۲۔ میاں اعظم سرکانہ باگڑ ڈاکخانہ سرائے سدھو (ملتان) عہ ۱۱
۳۔ حافظ نبی بخش صاحب پٹواری نہر ملکانہانس ضلع منٹگمری عہ ۱۱
۴۔ جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد علی شاہ صاحب للعہ
۵۔ میاں محمد صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ للعہ
۶۔ منشی علاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر للیانی ۔ عہ

۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء (میزان ۳/۹ پائی)

۱۔ میر حسین علی صاحب سنڈ کلرک تربت حیدری ایران ۔ عہ
۲۔ میاں احمد الدین صاحب کمپونڈر تربت حیدری ایران ۔ عہ
۳۔ منشی محمد تقی صاحب احمدی مدرس اول ریاضی سرہند پٹیالہ عہ ۲

۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ہوس قادیان ۱/
۲۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور بابت جماعت مردان ۔ عہ ۹
۳۔ میاں فضل الدین صاحب سکنہ لوچپ ڈاکخانہ قادیان عمعہ
۴۔ مولوی قطب الدین صاحب قادیان دارالامان ۶/
۵۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ ضلع سیالکوٹ ۴/
۶۔ جماعت گجرانوالہ معرفت منشی احمد الدین صاحب ۔ عہ

۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ ۔ عہ ۵

(میزان)

۲۷ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ مولوی محمد اکرم صاحب بمکان ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی ۔ عہ
۲۔ منشی گلزار محمد صاحب پوسٹ ماسٹر گڈھ شنکر ۴/
۳۔ چوہدری عزیز بخش صاحب گڈھ شنکر ۳/
۴۔ مسماۃ زینب بی بی ۔ ۲/
۵۔ منشی غنی خانصاحب کمپونڈر ۔ ۳/
۶۔ چوہدری غلام نبی خانصاحب ۔ ۲/
۷۔ چوہدری نبی بخش صاحب ۔ ۱/
۸۔ چوہدری سندے خانصاحب ۔ عہ ۲

۲۸ مارچ ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ منشی محمد فخر الدین صاحب گھوگھیاٹ (میانمیر) ۔ ۱۱
۲۔ میاں چراغ الدین صاحب ہیڈ سٹیشن مسٹنٹ سیالکوٹ ۔ عہ
۳۔ منشی برکت علی خانصاحب محرر دفتر الحکم قادیان ۱/
۴۔ منشی گلاب الدین صاحب رہتاس ضلع جہلم ۸/
۵۔ منشی عبد المجید خانصاحب پٹواری موضع کیر ضلع حصار عہ
۶۔ منشی نذیر الدین صاحب بہامون ملک برہما ۵/

مرا حرف باریدہ بر تیر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے۔ اور جوانی اگر جوانی میں ہی اولاد نہ ہونے کا بڑھاپا تو غضب ہی ہوتا ہے آپ بھی اگر بڑھاپے کی حد تک پہنچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں۔

خضابی خضاب تیل یا تیل کیطرح لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بھونرا کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے۔ قیمت دو روپیہ۔

روح افزا نامردی سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان وغیرہ دور کرنیکے واسطے اکسیر ہے پیر کو نوجوان اور نوجوان کو ملتن پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔

روح النساء حیض بیقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لاولدی ہو یا دیر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپے فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ چہرہ سے جھریاں چھائیاں سیاہ داغ دکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے۔ خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

کوکیان و روغن انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہیں۔ قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں ناف سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں۔ قیمت ۸ آنہ فی شیشی۔

سرمہ ممیرا دھند غباری۔ لالی۔ پڑوال پانی جانا۔ ابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت دو روپے تیتولہ

بواسیر خونی۔ بادی۔ جدی یا آتشک سے ہو مستے گر رہے ہوں تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔

دمہ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو۔ خواہ پھیپھڑے خراب ہو گئے ہوں۔ بشرطیکہ شفا ہو۔ قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے۔ دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے۔ خط و کتابت کا پتہ۔

ڈاکٹر الیگزینڈر ایم ڈی حکیم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ اخوت پر

۲۰ - اپریل ۱۹۰۵ء کو بعد نماز جمعہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر باہم ہمدردی اور حقوق اخوت پر فرمائی۔ ایڈیٹر

مین صرف اسقدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دھوکا لگا ہوا ہے شاید اچھی طرح میری باتون پر غور نہین کی اور وہ غلطی اور دھوکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت مین سے طاعون سے فوت ہو جاوے تو اسقدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے ہین کہ جنازہ اٹھانے والا بھی نہین ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکھا ہے یہ مصیبت تو ماتم سے بھی بڑھ کر ہے۔ یاد رکھو تم مین اسوقت دو اخوتین جمع ہو چکی ہین ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے پھر ان دو اخوتون کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری تو یہ سخت قابل اعتراض امر ہے مین سمجھتا ہون کہ اگر ایسے مسافر لیے گھرون مین ہوتے تو وہ جو خارج از مذہب سمجھتے ہین اور کافر کہتے ہین انمین بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی لیکن یہ سرد مہری کیون ہوتی ہے؟ دو باتون کا لحاظ نہین رکھا جاتا

افراط اور تفریط

کا۔ اگر افراط اور تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جاوے تو ایسی شکایات پیدا نہ ہو۔ جبکہ تواصوا بالحق و تواصوا بالمرحمۃ کا حکم ہے تو پھر ایسے مردون سے گریز کیون کیا جاوے۔ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جاوے اور وہ پکار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ محض اس خیال سے کہ مین نہ جل جاؤن اس مکان کو اور اس مین رہنے والون کو جلنے دے اور جا کر آگ بجھانے مین مدد نہ دے ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس مین کود پڑے کہ خود جل جاوے ایسے موقع پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے مین اسکی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہان بھی سلوک ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے یہی اخوت اسلامی کا منشا ہے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس مین بھائی ہین۔ ایسی صورت مین کہ تم مین اسلامی اخوت قائم ہو اور پھر اس سلسلہ مین ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بھی ساتھ ہو یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت مین گرفتار ہو۔ اور قضا و قدر سے ماتم پیش آجاوے تو دوسرا تجہیز و تکفین مین بھی اسکا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ مین شہید ہوتے یا مجروح ہو جاتے تو مین یقین نہین رکھتا کہ صحابہ انہین چھوڑ کر چلے جاتے ہون یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہو جاتے کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاوین۔

مین سمجھتا ہون کہ ایسی وار داتون کے وقت ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل مین لائی جا سکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہین کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے ہان جسقدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے بھی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہان ایسا مرض وبا کا ہو کہ وہ شدت سے پھیلی ہوئی ہو وہان احتیاط کرے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ ہمدردی ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشا نہین ہے کہ انسان ایک میت سے اسقدر بُعد اختیار کرے کہ میت کی ذلت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساری جماعت کی ذلت ہو۔ آیندہ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہین کرنا چاہئے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہین باہم بھائی بنا دیا ہے پھر نفرت اور بُعد کیون ہے۔ اگر وہ کبھی مریگا تو اسکی بھی کوئی خبر نہ لیگا۔ اور اسطرح پھر اخوت کے حقوق تلف ہو جاوینگے۔ خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہین حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہین کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزون سے بچ سکتے ہو۔ جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی کچھ پروا نہین کرتا خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون مین مبتلا ہوتے ہین۔ وہ پرہیز نہین کرتے ہونگے سنا ہے کہ لاہور مین نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہو گیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہین۔ نرا پرہیز کچھ چیز نہین جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آیندہ کیلئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہین گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہو گیا ہے کب تک جاری رہے لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اللہ تعالیٰ کبھی حالت قوم مین تبدیلی نہ کریگا جب تک لوگ دلون کی تبدیلی نہ کرین گے۔ ان باتون کو سن کر یون تو ہر شخص جواب دینے کو طیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہین استغفار بھی کرتے ہین پھر کیون مصائب اور ابتلا آجاتے ہین اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہے سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہین ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فایدہ نہین ہوتا جو اسمین رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کیجاوے تو اس سے کیا فایدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھائے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکیگا اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکیگا؟ ہرگز نہین۔ یہی حال اعمال کا ہے جبتک وہ اپنے پیمانہ پر نہون وہ اور نہین جاتے ہین۔ یہ سنت اللہ ہے جسکو ہم بدل نہین سکتے پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلے باندہ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کرین تو طاعون نہوگا۔ پرہیز کرو جہانتک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین مین مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کیطرح ہی ہے یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جو فرض ہے جیسے خدا تعالیٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسیطرح اسکو بھی فرض ٹھیرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہین ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو اور پھر سلسلہ مین داخل ہو اور اسکو یون چھوڑ دیا جاوے جیسا کہتے کو یہ بڑی غلطی ہے جس زندگی مین اخوت اور ہمدردی ہی نہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقع پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاوین ہان مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہنے یا اسکا پس خوردہ کھائے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہو جاوے لیکن ہمدردی یہ نہین بتاتی کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھکر اسکی خبر گیری کرو۔ اور پھر جو زیادہ وہم رکھتا ہو وہ غسل کر کے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے

من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض الآیۃ

یعنی جو شخص کسی نفس کو بلاوجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے ایسا ہی مین کہتا ہون کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہین کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہین کی زندگی سے اسقدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو۔ وہ لوگ بھی تو لڑتے ہین جو دین کے لئے شہید ہوئے ہین۔ کیا تم مین سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اسے پانی تک نہ دینے جاوے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو بعض لوگ ایسے ہین جنہون نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردون کو غسل دیا ہے اور انہین کچھ نہین ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے وبائی ایام مین اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہان سے نکل جاوے لیکن زور شور ہو تو مت بھاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجھ کر پکڑ نہ لے۔ احتیاط تو ہوئی لیکن قضا و قدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہین۔ ایمان کو مضبوط کرو قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہین ہے ایسا پرہیز اور بُعد جو ظاہر ہوا ہے وہ عقل اور انصاف کے رو سے صحیح نہین ہے ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ مین مضر ثابت ہوئے ہین۔

یہ جماعت جسکو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اسکا بھی یہی حال ہوا کہ انمین اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی مین دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اسلئے اسے بھی مینے بیان کرنا ضروری سمجھا۔ یعنے جس کے واقعہ ہو جاوے اسکے ساتھ ہی اور جو پیچھے ہو گئے ہین انکے ساتھ بھی۔ افسوس ہے مین خود نہین آسکا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد مجھے چکر آتا ہے اور مجھے خبر تک نہین ہوئی جبتک انہون نے نہین لکھا۔ بہرحال باہم ہمدردی ہو اور مین دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھا لے۔ آمین۔

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جب ہم اوسکی حکمتوں اور قدرتوں کو غیر متناہی مان چکے تو ہمپر یہ بھی فرض ہے کہ ہم اس بات کو بھی مان لیں کہ اوسکی تمام حکمتوں اور قدرتوں پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اوسکی ناپیدا کنار حکمتوں اور قدرتوں کے لئے کوئی قانون نہیں بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمیں معلوم ہی نہیں اُسکی پیمالیش کرنے سے ہم عاجز ہیں ہم بنی آدم کی دنیا کا نہایت ہی تنگ اور چھوٹا سا دائرہ ہے اور پھر اوس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمیں علم حاصل نہیں پس بصورت میں ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اس اقل قلیل پیمانہ سے خدا تعالےٰ کی غیر محدود حکمتوں اور قدرتوں کو ناپنے لگیں غرض خدا تعالےٰ کی ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ آب پاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہیں اُس ربوبیت تامہ سے برہمو سماج والے منکر ہیں ماسوا اسکے برہمو سماج والے ربوبیت الٰہیہ کو روحانی طور پر بھی تام اور کامل نہیں سمجھتے اور خدا تعالےٰ کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کے تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسان کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔

اسی طرح وہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہیں لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہہ ہے کہ جسطرح خدا تعالےٰ نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دست قدرت سے ظاہر فرمائے ہیں اور اس چند روزہ جسمانی آسایش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزیں اپنے ہاتھ سے بنا دی ہیں اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اوس عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادت ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنی اپنا پاک اور روشن کلام دنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہو اور جس علم کی مستعد روحوں کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات میں انکی ہلاکت ہے ان سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اس کامل رحمانیت کو برہمو سماج والے تسلیم نہیں کرتے اور اون کے زعم میں گو خدا نے انسان کے شکر پر کرنیکے لئے ہر ایک طرح کی مدد کی اور کوئی دقیقہ تائید کا اُٹھا نہ رکھا مگر وہ مدد روحانی تربیت میں نہ کر سکا۔

گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے میں جو اصلی اور حقیقی تربیت تھی دانستہ دریغ کیا اور اوس کے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب نہ کئے جیسے اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کئے بلکہ انسان کو صرف اسی کی عقل ناقص کے ہاتھ میں چھوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نور اپنی طرف سے اس کی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پر غبار آنکھ روشن ہو کر سیدھا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مُہلک خطرات سے بچ جاتی۔ اسی طرح برہمو سماج والے خدا تعالےٰ کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہیں رکھتے کیونکہ کامل رحیمیت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ مستعد روحوں کو اون کے فطرتی جوشوں کے مطابق اور اون کے پُرجوش اخلاص کے اندازہ پر اور اونکے صدق سے بھری ہوئی کوششوں کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محجوبہ سے اون کو ملبب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلوں کو کھولیں اُسیقدر اُنکے لئے آسمانی دروازے کھولے جائیں اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اونکو پانی بھی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہو جائیں اور شک اور شبہ کی موت سے بکلی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے انکاری ہیں اور بقول اون کے انسان کچھہ ایسا بدقسمت ہے کہ گو کیسا ہی دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اوسکی آنکھوں سے دریا بہ نکلے اور گو اوس یار عزیز کے لئے خاک میں ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے۔ اور اونکے نزدیک وہ کچھہ ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبوں پر رحم ہی نہیں اور اپنے خاص نشانوں سے ڈہونڈنے والوں کو تسلی نہیں بخشتا اور اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندوں کا کچھہ علاج نہیں کرتا بلکہ اون کو انہیں کے خیالات میں آوارہ چھوڑتا ہے اور اس سے زیادہ اونکو کچھہ بھی معرفت عطا نہیں کرتا کہ صرف اپنی اٹکلیں دوڑایا کریں اور انہیں اٹکلوں میں ہی ساری عمر کھو کر اپنی ظلمانی حالت میں ہی مر جائیں مگر کیا یہ سچ ہے کہ خداوند کریم ایسا ہی سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈہونڈنے والوں کو سراسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کھٹکانے والوں پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اوسکی طرف دوڑتے ہیں اونکی کمزوری پر رحم نہیں کرتا اور اون کا ہاتھ نہیں پکڑتا اور اُن سچے طالبوں کو گڑھے میں گرنے دیتا ہے اور خود لطف فرما کر چند قدم آگے نہیں آتا اور اپنے جلوہ خاص سے مشکلات کے لمبے قصے کو کوتاہ نہیں کرتا سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے خدا تعالےٰ کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بیخبر ہیں کیونکہ یوم الجزاء کے مالک ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ملکیت تامہ کہ جو تجلیات عظمیٰ پر موقوف ہے ظہور میں آکر پھر اوس ملکیت تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندوں کو دیجائے یعنی اول اوس مالک حقیقی کی ملکیت تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہو جائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلی درمیان سے اُٹھہ جائیں اور زید عمر کا دخل درمیان نہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریاں طور پر نظر آوے اور جب یہ معرفت کاملہ اپنا جلوہ دکہا چکی تو پھر جزا بھی بطور کامل ظہور میں آوے یعنے من حیث الورود بھی کامل ہو اور من حیث الوجود بھی۔ من حیث الورود اسطرح پر کہ ہر یک جزا یاب کو جزا کے وارد ہونے کے ساتھہ ہی یہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہ فی الحقیقت اُسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہ بھی متحقق ہو کہ اس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہیں اور ان دونوں باتوں میں ایسا تحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور من حیث الوجود اس طرح پر کامل ہو کہ انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ کیطرح محیط ہو جائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہو تا وہ شخص جو نیکیوں میں سبقت لے گیا ہے اپنی اوس سعادت عظمیٰ کو کہ جو تمام سعادتوں کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدیوں میں سبقت لے گیا ہے اپنی اوس شقاوت عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتوں کی آخری حد ہے پہونچ جائے اور تا ہر یک فریق اس اعلےٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اوس کے لئے ممکن ہے یعنی اوس کامل اور دائمی مکافات کو پالے کہ جو اس عالم بے بقا اور زوال پذیر میں جس کا تمام رنج و راحت موت کے ساتھہ ختم ہو جاتا ہے بمنصبہ ظہور نہیں آسکتی بلکہ اوس کے کامل ظہور کے لئے مالک حقیقی نے اپنے لطف کامل اور قہر عظیم کے دکھلانے کی غرض سے یعنی جمالی و جلالی صفتوں کی پوری پوری تجلی ظاہر کرنے کے قصد سے ایک اور عالم ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکھا ہے تا خدا تعالےٰ میں جو صفت مجازات ہے جسکا کامل طور پر اس منقبض اور فانی عالم میں ظہور نہیں ہو سکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم میں ظہور پذیر ہو جائے اور تا اون تجلیات تامہ اور کاملہ سے انسان اوس اعلےٰ درجہ کے شہود تام تک بھی پہونچ جائے کہ جو اوس کی بشری طاقتوں کے لئے حد امکان میں داخل ہے اور چونکہ اعلےٰ درجہ کی مکافات عند العقل اسی میں منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وارد ہے وہ انسان کے ظاہر و باطن جو جسم و جان پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور نیز اعلےٰ درجہ کا یقین مالک حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالک حقیقی اسباب معتادہ کو بکلی نیست و نابود کر کے عریاں ظہور پر جلوہ گر ہو اسلئے یہ صداقت قصویٰ جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تب ہی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتیں مذکورہ بالا متحقق ہو جائیں کہ عند العقل اوسکی تعریف میں داخل ہیں کیونکہ انتہائی معرفت بجز اسکے عند العقل ممکن نہیں کہ مالک حقیقی کا جمال بطور حق الیقین مشہود ہو یعنی ظہور اور بروز تام ہو جسپر زیادت متصور نہ ہو علےٰ ہذا القیاس انتہائی مکافات بھی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونوں دنیا کی زندگی میں ملکر فرمانبردار یا نافرمان اور سرکش تھے ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونوں مورد انعام ہوں یا دونوں سزا میں پکڑے جائیں اور مکافات کاملہ کا بحر مواج یکسان ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہو جائے لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے بھی انکاری ہیں بلکہ اس صداقت قصویٰ کا وجود اون کے نزدیک متحقق ہی نہیں اور بزعم اون کے انسان کی قسمت میں نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدر ہے نہ انتہائی مکافات کا۔ اور مکافات اون کے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے جو صرف اپنے ہی بے بنیاد تصورات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدا تعالےٰ کیطرف سے بندوں پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہو جائینگے اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہیں ہوگا کہ جو خاص خدا تعالےٰ کے ارادے سے نیک بندوں پر بصورت نعمت اور بد بندوں پر بصورت عذاب اوتریگا پس اون کا یہ مذہب نہیں ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے اور وہی اپنے نیک بندوں پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذت دائمی کا فیضان کریگا جس لذت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صور مشہودہ اور محسوسہ میں بھی مشاہدہ کرینگے اور قویٰ انسانیہ میں سے کوئی قوت

ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذت اٹھانے سے محروم نہیں رہیگی اور جسم اور جان دونوں رات یلعذاب اخروی مین یعنی جیسی کہ صورت ہو شریک ہو جائینگے غرض برہمو سماج والوں کا اعتقاد بالکل اس صداقت کے برخلاف اور اسکے مفہوم کامل کی منافی ہے یہانتک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب حال سعادت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف مین بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح عذاب اخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتون کے مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے فرقان مجید مین مُندرج ہے مورد اعتراض سمجھتے ہین مگر ایسی سمجھہ پر پتھر پڑین کہ جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت مین تصور کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ سعادت عظمیٰ یا شقاوت عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالےٰ توجہ خاص فرماکر امر مکافات کو کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنے ہین کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ نہ پہونچا ہو یہہ وہی مکافات عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقان مجید نے دوسرے لفظون مین بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب مین بتلادیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی دونون قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور ان دونون قسموں کو کتاب ممدوح نے مفصل طور پر بیان فرمادیا ہے اور سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کہولدیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہین اس صداقت قصویٰ اور نیز دوسری گذشتہ بالا صداقتوں سے برہمو سماج والے ناآشنا محض ہین۔

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مندرج ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور پرستش وغیرہ ضرورتون اور حاجتوں مین مدد بھی تجہہ سے ہی چاہتے ہین یعنی خالصاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور تیرے تک پہونچنے کے لئے کوئی اور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہین دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بُت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کچہہ حقیقت سمجھتے ہین اور ہر بات مین تیری ذات قادر مطلق سے مدد چاہتے ہین۔ یہہ صداقت بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات واحد خدا تعالےٰ کے اور اور چیزون کی پرستش کرتے ہین اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتوں کو غیر مخلوق سمجھ کر انکے زور سے مکتی حاصل کرنا چاہتے ہین۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے موہنہ پھیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار دے بیٹھے ہین جو کہ اونکے زعم باطل مین خدا تک پہونچانے مین اختیار کلی رکھتی ہے اور سب الٰہی اسرار پر محیط اور متصرف ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کے پرستش اور استمداد کے اُسی سے ایاک نستعین کا خطاب کررہے ہین اور شرک خفی مین گرفتار اور مبتلا ہین اور جب منع کیا جائے تو کہتے ہین کہ عقل عطیات الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات مین اوسکو استعمال مین لاوے پس عطیہ الٰہیہ کا استعمال مین لانا شرک نہین بن سکتا سو واضح ہو کہ یہہ اُنکی غلطی ہے اور بارہا یہہ امر معرض بیان مین آچکا ہے کہ جس یقین کامل اور جن معارف حقہ پر ہماری نجات موقوف ہے اون مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے عقل ذریعہ نہین بن سکتی ہان اون معارف کے حاصل کرنے کے بعد اونکی صداقت اور سچائی کو سمجھہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط اُس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدا تعالےٰ کی ذات مین موجود ہے اور عقل کی دود آمیز اور ناقص روشنی جو انسان مین موجود ہے اُس جگہ عاجز ہے سو شرک اسطرح لازم آتا ہے کہ برہمو سماج والے خدا کے اوس روشن کلام سے کہ جو انکشاف صحیح اور کامل کا مدار ہے موہنہ پھیر کر اور اوس سے بکلی بے نیازی ظاہر کرکے اپنی ہی عقل ناقص کو رہبر مطلق ٹھیراتے ہین اور بنائے کار بناتے ہین سو انکا دل بیمار اس ہوکہ مین پڑا ہوا ہے کہ جس منزل عالی تک الٰہی قوتین اور ربانی تجلیات پہونچا سکتے ہین اُس منزل تک اُنکی اپنی ہی عقل پہنچادیگی اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑہکر اور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی طاقت کو ربانی طاقت کے مساوی بلکہ اوس سے عمدہ تر خیال کررہے ہین سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہین کہ وہ بجائے خدا کے عقل سے ایاک نستعین پکار رہے ہین۔ عیسائیون کا حال بیان کرنا کچہہ ضرورت ہی نہین سب لوگ جانتے ہین کہ حضرات عیسائی بجائے اسکے کہ خداوند تعالےٰ کی خالص طور پر پرستش کرین مسیح کی پرستش مین مشغول ہین اور بجائے اس کے کہ اپنے کاروبار مین خدا سے مدد چاہین مسیح سے مدد مانگتے رہتے ہین اور اونکی زبانون پر ہر وقت ربنا المسیح ربنا المسیح جاری ہے۔

سو وہ لوگ مضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین پر عمل کرنیسے محروم اور راندہ درگاہ الٰہی ہین ساتوین صداقت جو سورۃ فاتحہ مین درج ہے اھدنا الصراط المستقیم ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ ہمکو وہ راستہ دکہلا اور اوس راہ پر ہمکو ثابت اور قایم کر کہ جو سیدہا ہے جس مین کسی نوع کی کجی نہین۔ اس صداقت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کی حقیقی دعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدہا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر یک مطلوب کے حاصل کرنے کے لیے طبعی قاعدہ یہ ہے کہ اون وسائل کو حاصل کیا جائے جن کے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہریک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون قدرت ٹھیرا رکہا ہے کہ جو اوس کے حصول کے وسایل ہین وہ حاصل کئے جائین اور جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب ملسکتا ہے وہ راہین اختیار کی جائین اور جب انسان صراط مستقیم پر ٹھیک ٹھیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہین ہین اُنپر چلنا اختیار کرے تو پھر مطلب خود بخود حاصل ہوجاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہین ہوسکتا کہ اون راہون کے چہوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسایل کے ہین یونہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانون قدرت بندھا ہوا چلا آتا ہے کہ ہر یک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرری طریقہ ہے جبتک انسان اوس طریقہ مقررہ پر قدم نہین مارتا تب تک وہ امر اوسکو حاصل نہین ہوتا پس وہ شئے جسکو محنت اور کوشش اور دعا اور تفرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب مین کوشش نہین کرتا اور نہ اوسکی کچہہ پروا رکہتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کجرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتون کا طالب ہو تو حکمت الٰہی وہی یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اول صراط مستقیم کو طلب کر پھر یہ سب کچہہ تجھے آسانی سے ملجائے گا سو سب دعاؤن سے مقدم دعا جسکی طالب حق کو اشد ضرورت ہی طلب صراط مستقیم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اس صداقت پر قدم مارنے سے بہی محروم ہین عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعا مین روٹی ہی مانگا کرتے ہین اور اگر کہا بیکر اور پیٹ بہر کر بہی گرجا مین آوین پہر بہی جہوٹ موٹ اپنے تئین بھوکے ظاہر کرکے روٹی مانگتے رہتے ہین گویا اون کا مطلوب اعظم روٹی ہی ہے۔ وبس۔ آریہ سماج والے اور دوسرے اُن کے بت پرست بہائی اپنی دعاؤن مین جنم مرن سے بچنے کے لئے یعنی اواگون سے جو اون کے زعم باطل مین ٹھیک اور درست ہے طرح طرح کے شلوک پڑہا کرتے ہین اور صراط مستقیم کو خدا سے نہین مانگتے

علاوہ اسکے اللہ تعالےٰ نے تو اسجگہ صیغہ مقدر بیان کرکے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام الٰہی پانے سے ممنوع نہین ہے مگر بموجب اصول آریہ سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اوسکو ضرور سزا دیگا اور ہدایت پانا نہ پانا اسکو لئے برابر ہے۔ برہمو سماج والون کا دعاؤن پر کچہہ ایسا اعتقادی نہین وہ ہر وقت اپنی عقل کے گھمنڈ مین رہتے ہین اور نیز اونکا یہ بہی مقولہ ہے کہ کسی خاص دعا کو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہین انسان کو اختیار ہے جو چاہئے دعا مانگے مگر یہ اون کی سراسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان کو لگی ہوئی ہین مگر حاجت اعظم جسکا دن رات اور ہر یک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے یعنی یہ کہ انسان اون طرح طرح کے حجب ظلمانیہ سے نجات پاکر معرفت کامل کے درجہ تک پہونچ جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور بے وفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کرکے اور اوس کی خالص محبت سے پر ہوکر مرتبہ وصال الٰہی جس اوس کی سعادت تامہ ہے پالیوے یہی ایک دعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جسپر اوس کی ساری سعادت موقوف ہے سو اوس کے اصول کا سیدہا راستہ یہی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کہے کیونکہ انسان کے لئے ہریک مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے ان راہون پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدہا منزل مقصود تک پہونچتا ہے اور بے راہیون کو چہوڑ دے اور یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شئے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانون قدرت مین صرف ایک ہی راستہ ایسا رکہا ہے جسکو سیدہا کہنا چاہئے اور جبتک ٹھیک ٹھیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہین کہ وہ چیز حاصل ہوسکے جسطرح خدا کے تمام قواعد قدیم سے مقرر اور منضبط ہین ایسا ہی نجات اور سعادت اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدھا ہے سو دعا مین وضع استقامت یہی ہے کہ اوسی طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔ آٹھوین اور نوین اور دسوین صداقت جو سورت فاتحہ مین درج ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین۔

(باقی آئندہ)

تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر دو اشتہار بر عنوان الدعوت والانذار پڑھکر جو کچھ میرے قلب کی کیفیت ہوئی۔ وہ تو ایک وجدانی بات ہے جسکا اظہار مجھے مقصود نہین۔ صرف اپنے احمدی بھائیون کو اس فقرے کی طرف (جو اسی اخبار مین کسی دوسری جگہ مطبوع ہے) توجہ دلانا مطلوب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندو عیسائی وغیرہ مذاہب کے لوگون مین ان اشتہارون کی اچھی طرح اشاعت ہونی چاہیئے؟

اب میری عرض یہ ہے کہ شہرون مین تو پریس اور تعلیم و تعلم کا چرچا ہونے کے باعث حضرت اقدس کے ارشاد کی تبلیغ فوراً ہو سکتی ہے۔ بلکہ مجھے تو یہانتک امید ہے کہ اگر اشتہارات علیحدہ طور سے چھپوا کر نہ بھی تقسیم کیے جائین۔ تو بھی بذریعہ اخبارات و دیگر ذرائع یہ کام بوجہ احسن ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا ان دیہات کا بھی خیال آپ صاحبان کو ہے یا نہین۔ جہان اس قسم کا کوئی ذریعہ نہین اسلیئے وہ ان اشتہارون سے بالکل بیخبر رہتے ہین۔ حالانکہ وہ اس بشری کے بلحاظ سادگی کے شہری بھائیون سے زیادہ مستحق ہین۔

مین دیکھتا ہون کہ بعض ملانون اور گدی نشینون کی کارستانیون سے سلسلہ عالیہ احمدیہ دیہات مین نہایت بدنام ہو رہا ہے۔ اور ایسے ایسے عقاید و اعمال انکی طرف منسوب کیئے جاتے ہین۔ جو ہمارے وہم و خیال مین بھی نہین گذرے۔ اب ان عقاید و اعمال کے رو سے اگر سادہ مزاج دیہاتی ان پڑھ زمیندار ہمین یا ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو برا بھلا کہے۔ تو میرے خیال مین وہ اسوقت تک معذور ہے جبتک کہ اسپر اتمام حجت نہ ہو اور کھول کھول کر اسکے سامنے اپنے عقیدون کو بیان نہ کر دیا جائے۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے کہنے کا بھی ان کو اعتبار نہین آتا۔ کیونکہ متواتر ان سے وہ ایسی ایسی باتین سنتے رہتے ہین جن سے بدگمانی و غلط فہمی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ ابھی تھوڑے دنون کی بات ہے کہ ایک شخص احمدیون سے اپنا سخت تنفر ظاہر کر رہا تھا وہ ان کو گالیان دینا ثواب کا کام سمجھتا تھا مین نے پوچھا۔ مرزائیون کو اتنا برا سمجھنے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا وہ تو اب کلمہ چھوڑ بیٹھے ہین لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑھتے ہین اور اسکے علاوہ محرمات کا چندان لحاظ نہین۔ خود ان کا امام کہتا ہے مین (معاذ اللہ) خدا کا باپ ہون۔ وغیر ذالک۔ پوچھا گیا کہ تمہین کسطرح معلوم ہوا؟ تو اس نے ایسے ایسے بتانے والون کے نام لیئے جو پیچ قرب و جوار مین اپنے زہد و علم و تقویٰ کے باعث رجوع خلایق ہین۔ مجھے افسوس تو آیا کہ ان لوگون نے اپنی دکانون کو چلانے کیواسطے کسقدر جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنا شروع کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب انہین معلوم ہوا۔ کہ مسیح کی وفات وغیرہ اصول اسلام مین داخل نہین۔ اور صرف اس مسئلہ کے پھیلانے سے عام دیہاتی لوگون کو فرقہ احمدیہ سے نفرت نہین ہو سکتی اسلیئے انہون نے خود بہتان باندھنے شروع کیئے۔ تاکہ اس طرف متوجہ ہونیسے باز رہین اور ہماری آمدنیون مین فرق نہ پڑے۔

اس سے بڑھ کر مشکل یہ تھی (جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حل ہو رہی ہے) کہ نازک علمی مسایل دیہاتی جہال کی سمجھ مین آنے بہت دشوار ہین وہ تو ایک سبق ہی پڑھے ہوئے ہین انا وجدنا آباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ آثارھم مقتدون۔

پس جبتک قہری نشان پے در پے ظاہر نہ ہوتے۔ جوق در جوق لوگون کا متوجہ ہونا قرین قیاس نہین تھا۔ سو طاعون کے متواتر حملون نے کسیقدر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ اب خوفناک زلزلہ کے دھکے نے دلون کو ہلانے مین کچھ کسر باقی نہین رکھی۔ اب صرف ایک تحریک کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اشتہار الوصیت۔ الدعوت الانذار لاکھون کی تعداد مین چھپوائے جائین اور ایسا انتظام ہو کر ہر گاؤن مین دو دو چار چار اشتہار ایسے احمدی بھائیون کی معرفت تقسیم کرا دیئے جائین اگر ہمارے احمدی بھائی ہمت کرین تو کچھ بڑی بات نہین مین اپنے ضلع کیلیئے تو جناب خان صاحب مکرم منشی محمد نواب خان، سلطان الرحمان و شیخ الٰہی بخش تاجر کتب۔ مولوی محمد فضل الدین صاحب کھاریان مولوی امام الدین صاحب گولیکی وغیرہ بزرگون کو تحریک کرتا ہون کہ وہ چندہ جمع کر کے یہ تینون اشتہار خوشخط چھپوالین اور پھر ایسا انتظام کرین کہ ہر گاؤن مین ایک ایک اشتہار پہونچ جائے۔ اس سے نہ صرف ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہون گے بلکہ عند اللہ بھی ماجور ٹھہرین گے اسیطرح ہر ضلع کی جماعت کے اصحاب اہتمام کر کے سعادت دارین حاصل کر سکتے ہین ان ٹوٹے پھوٹے لفظون مین جو تحریک کی گئی ہے امید ہے قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔

(وہی احمدی گجراتی از گولیکی)

مواعظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وہ مواعظ و نصائح جو وقتاً فوقتاً آپ نے اپنے زمانہ خلافت مین فرمائے کتاب ازالۃ الخفا تصنیف حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کئے جاتے ہین۔

(۱) عبد اللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک روز اپنے خطبہ مین فرمایا کہ اے لوگو مین تمہین وصیت کرتا ہون خدا سے ڈرنے کی اور اس بات کی کہ تم خدا کی تعریف کرو جو اسکے سزاوار ہو اور خدا سے امید و خوف دونون رکھو اور دعا کرتے وقت گڑگڑایا کرو دیکھو اللہ نے حضرت زکریا اور انکے گھر والونکی اس بات پر تعریف فرمائی ہے فرمایا ہے کہ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین (ترجمہ بیشک وہ لوگ نیکی مین جلدی کرتے تھے اور ہمین امیدوار خوف کیساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے گڑگڑاتے تھے) اے خدا کے بندو اللہ نے تمہاری جانین اپنے حقوق مین رہن کر دی ہین۔ اور اس بات پر تمسے عہد لیا ہے اور خدا نے تمسے ایک قلیل اور فانی چیز لیکر ایک اکثیر اور باقی چیز کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ خدا کی کتاب تمہارے پاس موجود ہے جسکے عجایب کبھی فنا نہ ہونگے اور اسکی روشنی کبھی نہ بجھیگی لہذا تم اسکے قول کی تصدیق کرو اور اسکی کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور تاریک دلون کیلیئے اس سے روشنی حاصل کرو خدا نے تمہین عبادت کیلیئے پیدا کیا ہے اور تمہارے اوپر لکھنے والے فرشتونکو مقرر فرمایا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ان فرشتونکو معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اے خدا کے بندو صبح شام مین تمہاری موت آنیوالی ہے جسکا تمہین علم نہین ہے پس اگر تمسے ہو سکے کہ جس وقت تمہین موت آئے اسوقت تم خدا کے کام مین ہو تو ایسا کرو۔ اور اس بات کی توفیق خدا ہی کیطرف سے ہوتی ہے لہذا اپنی زندگی کی مہلت مین موت آنے سے پہلے جسقدر نیکیان تمکو کرنا ہین کر لو۔

(۲) حضرت انس کہتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ مین انسان کی ابتدائے پیدائش کی کیفیت بیان فرمائی اس ضمن مین بیان کیا کہ آدمی پیشاب کے مقام سے دو مرتبہ نکلتا ہے (ایکمرتبہ بوقت استقرار حمل باپ کے عضو سے دوسری مرتبہ وقت ولادت ماں کے عضو سے) اس بیان کا وہ اثر ہوا کہ ہم مین سے ہر شخص اپنے آپکو ناپاک سمجھنے لگا۔ حضرت محدث دہلوی لکھتے ہین کہ یہ خطبہ تکبر نفس کا عمدہ علاج ہے اگر یہ بیان ہو کسکو۔

(۳) ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے دنیا کی ناپایداری کا نقشہ لوگونکی نظرون مین کھینچا) خطبہ مین فرمایا کہ وہ حسین صبیحین جنکو اپنی جوانی پر ناز تھا کہان گئے وہ بادشاہ جنہون نے شہر آباد کیے تھے اور قلعے بنائے تھے کہان گئے وہ بہادر لوگ کہان ہین جو میدان جنگ مین ہمیشہ غالب آیا کرتے تھے زمانہ نے انکو ملا دیا اور اب وہ قبر کی تاریک گوشون مین پڑے ہوئے ہین فریاد ہے فریاد ہے

(۴) ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اپنی زبان کو پکڑے ہوئے کھینچ رہے تھے اسی اثنا مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے انہون نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کر رہے ہین فرمایا کہ اسنے مجھے بڑی سخت سخت مہلکون مین ڈالا ہے بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدن کا ہر عضو زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی وفات سے ایک برس پہلے حضرت ابوبکر صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مین نے پارسال گرمیون مین اسی مہینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر رونے لگے پھر کہا کہ پارسال گرمیون مین اسی مہینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر پھر رونے لگے پھر کہا کہ پارسال گرمیون مین اسی مہینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ فرماتے تھے کہ خدا سے صحت تندرستی اور گناہون کی معافی اور بخشش کی درخواست کرو اور باہم بغض و عداوت نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور اے خدا کے بندو سب آپسمین بھائی بھائی ہو کے رہو جیسا تمہین خدا نے حکم دیا ہے۔

(۶) حضرت انس کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ ام ایمن کے پاس چلو تاکہ ہم انکی زیارت کرین جسطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکے دیکھنے کو تشریف لیجایا کرتے تھے چنانچہ یہ دونون جب انکے پاس پہونچے تو وہ رو رہی تھین ان دونون نے انہین سمجھایا اور کہا کہ تم کیون روتی ہو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اسکے رسول کیلیئے بہتر ہے راوی کہتا ہے کہ ام ایمن نے کہا کہ مین اس سبب سے نہین روتی کہ مین اس بات کو جانتی نہین ہون کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اسکے رسول کے لئے بہتر ہے بلکہ مین صرف اسی وجہ سے روتی ہون کہ وحی کا آنا موقوف ہو گیا اس بات کو سنکے ان دونون کا دل بھی بھر آیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

(۷) ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ مین فرمایا کہ خبردار کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ کم درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

(۸) جب حضرت ابوبکر صدیق نے ملک شام کیطرف جہاد کرنے کیلیئے لشکر بھیجا تو حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ پڑھا اسمین بیان فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اسلیئے کہ مین سمجھتا ہون کہ یہ کام حد کمال کو پہونچیگا یہانتک کہ تم لوگ روٹی اور روغن زیتون سے سیر ہو جاؤ گے۔

یہ بشارت تھی فتح شام کی کہ وہان روغن زیتون بہت پیدا ہوتا ہے۔

(۹) حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک خطبہ مین یہ بھی فرمایا

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالون کا جواب

کوئٹہ سے میرے ایک محترم بھائی نے ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کی ایک تحریر میرے پاس اس غرض سے بھیجی ہے کہ مین اسکو مع اسکے جواب کے الحکم مین چھاپ دون۔ یہہ تحریر میرے پاس دیر سے آئی ہوئی ہے لیکن مین بعض اہم امور مین مصروف ہونیکی وجہ سے اسپر توجہ نہ کر سکا۔ لیکن آج مجھے موقع ملا ہے کہ اسکو مع اسکے جواب کے چھاپ دون۔ بحولہ و بقوتہ تعالی۔ ایڈیٹر

سوال

بخدمت جمیع علماء ملت محمدیہ بذریعہ عالمشیر خان التماس کہ موافق عقائد اصول فریق محمدیان قرآن منزل من اللہ ہے اور بدلائل و اسنادات قرآن صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب تسلط شیطان سے محفوظ کیا گیا تھا۔ **اول** بوقت تلاوت قرآن پناہ مانگنا ساتھ اللہ کے شیطان رانده ہوئے سے محمد صاحب پر فرض تھا پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳ + ۱۰۰ اپس رسول ہوکر ترک فرض نہین کر سکتا اور بعد تعمیل حکم تسلط شیطان سے محفوظ۔

دوسرا جو متوکل بخدا اور ایماندار ہین اونپر تسلط شیطان نہین ہے۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور بہ نسبت ایمانداران و متوکلان بخدا پیروان اپنے کے محمد صاحب زیادہ تر ایماندار اور متوکل بخدا کہا جائیگا اسواسطے اوسپر ہرگز تسلط شیطانی ہو نہین سکتا۔

تیسرا تسلط شیطان کا مشرکون پر اور جو شیطان کے ساتھ مودت رکھتے ہین ہوتا ہے اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ پس جبکہ محمد صاحب نہ مشرک اور نہ شیطان کے ساتھ مودت رکھتا ہے تو یہہ بہر صورت محفوظ ہوئے۔

چوتھا حفاظت اور نگہبانی ابلاغ کے واسطے جماعت فرشتون کی پس و پیش رہتی تھی پارہ ۲۹ سورہ جن رکوع ۲ باوجود اتنی حفاظت کے اگر پیغامون مین زیر بالائی ہو یا شیطان مداخلت کرے تو حاضر رہنا اور حفاظت کرنا فرشتون کا سراسر بیجا اور بیفائدہ ہوا۔

پانچوان۔ سورہ والنجم کی تمہید مین محمد صاحب کی خدانے بڑی زور شور سے قسم کھاکر فرمایا کہ محمد صاحب گمراہ نہین ہوا جو کچھ بولتا ہے ہوائے نفس سے نہین بلکہ وحی کی رو سے بولتا ہے اور اوسکو شدید القوی نے سکھلایا ہے اس موقعہ پر بھی شیطان کا تسلط کرنا بجاء خود بلکہ آ نہین سکتا۔ اور مفسر تفسیر معالم التنزیل متفق الرائے ابن عباس اور محمد بن کعب القرظی وغیرہما من المفسرین بخلاف آیات قرآنی مذکورہ بالا تفسیر کیا۔ قولہ۔ وکان یوم فی مجلس القریش فانزل اللہ تعالے سورۃ والنجم فقرءھا رسول اللہ و حتے بلغ قولہ افرئیتم اللات والعزی ومنات الثالثۃ الاخری القی الشیطان علے لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و تیمناہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا بہ۔ مفسرین لکھتے ہین کہ بروز نزول سورہ والنجم جسوقت محمد صاحب پڑھنے لگا تو موافق صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کے شیطان نے اوسکی زبان پر کلمات تعریف بتون کے القاء کردئے اور قریش سنکر خوش ہوئے یہہ عجب حیرت انگیز تفسیر ہے کیونکہ جب صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کی پہلے سے تھی تو القا کرنا شیطان کا کیا معنی رکھتا ہے۔ یعنی حوالی ادانی اسبات کو جانتے ہین کہ جو کچھہ دل مین ہوتا ہے وہ زبان پر آتا ہے ہان اگر صلاح نفس اور خواہش دلی کو مشورہ شیطانی کہا جاوے تو البتہ جاے دارد۔ اور وہ صلاح نفس اور تمنا دلی یہہ معنے رکھتی ہین کہ بتون کی تعریف کرنے سے مشرکان عرب خوش ہوکر مطیع ہوجاوینگے لیکن اونہون نے بخلاف اوس کے یہہ سمجھا ہوگا کہ پھر محمد صاحب نے پیروی اباء اجداد اپنے کی قبول کرلی اسواسطے خوش ہوئے ہونگے اور جب موافق صلاح نفس اور مشورہ مجوزہ کے مطلب برآری نہ ہوئی تو ضرور باعث رنج خاطر ہوا ہوگا اور منسوخ کرنا اوس آیت کا بھی لازم آیا۔ اب مضمون مفسرون کا اور آیات قرآنی مذکورہ بالا جن سے محمد صاحب کا محفوظ رہنا تسلط شیطان کے سے پایا جاتا ہے میزان عقل مین وزن کیا گیا تو قرآن کا مضمون مفسرون کی تفسیر اور تشریح سے زیادہ معتبر ہے پس تفسیر کرنا اونکا سراسر غلط بلکہ الزام اور افترا ہے کیونکہ اگر تفسیر کرنا اونکا صحیح ہو تو قرآن کو منزل من اللہ کہنا باطل بلکہ خود ساختہ کلام انسان کہا جائیگا اور وعدہ الٰہی محفوظ ہونے تسلط شیطان سے محض پیغمبر بنکر حاضرین کی تسلی کرتے تھے ورنہ بیانات بے بنیاد تھے۔ لیکن جب مضمون آیت قرآن جسکا مفسرون نے تفسیر کیا بنظر غور دیکھا۔ تو فی الحق قول مفسرون کا صحیح اور درست ہے پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۷ + ۱۰۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ اپنی بات کی درستی کیواسطے اوروں پر الزام لگایا ورنہ کسی پیغمبر نے ایسا تمنا نہین کیا اور کلمات تعریف بتون کے شیطان نے اونکی زبان پر القا نہین کئے الا محمد صاحب نے۔ اور نیز قرآن سے یہ بھی صاف ظاہر ہوا کہ جو مضمون بصلاح نفس اور تمناء دلی رسول کے ہو اوسمین القا شیطانی ضرور ہوجاتا ہے اور جب القا شیطانی ہوا تو تعمیل کرنا اوسکا داخل گناہ اور صدور گناہ باعث ناراضگی خدا چنانچہ وہ آیت جسمین تعریف بتون کی تھی منسوخ ہوگئی۔ اور دوسری جگہ قرآن مین فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہین ہم آیاتو سے یا بھلا دیتے ہین ہم لاتے ہین ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۳- ۱۰۰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بھلا دینا تو خدا کی ذات کا خاصہ نہین کیونکہ جسمین سہو اور نسیان ہے وہ خدا نہین اور آیت منسوخ شدہ کے مانند یا بہتر اوس سے لانیکا یہہ معنی ہوگا کہ جسوقت محمد صاحب نے القا کردیا کہ وہ بلند پرواز اور صاحب شفاعت ہین۔ وہ آیت تو منسوخ ہوگئی پس اوس سے بہتر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین رضا اور پسندی محمد صاحب کی تھی وہی بت اور بتخانہ سجدہ گاہ محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ کا ہوگیا۔ پارہ ۲ سورہ بقر رکوع ۱۷+ ۱۳۵ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ اور تا زمان فتح مکہ بموجودگی جملہ بتون کے محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ اونکا سجدہ کرتے رہے اور بعد فتح مکہ کے اور تو سب معبود نکالے گئے لیکن ایک حجر الاسود منجملہ اون خداؤن کے رکھکر واحد پرستی معروف کی گئی۔ لہذا اعرض ساں ہون کہ وہ آیت جسمین خواہش نفس اور تمنا تعریف بتون کی تھی۔ منسوخ ہوگئی۔ اور جب بموجودگی اون سب بتون کے اون بتخانہ کا سجدہ کرنا محمد صاحب نے پسند کیا تھا اوس کو بھی تمناء دلی کہا جائیگا تو ضرور القا شیطانی ہوا اور اگر القا شیطانی کہنا ناجائز ہو تو اوس کے ثبوت مین سند پختہ سے مطلع فرماوین۔

رقیمہ برخوردار خان مشن ہسپتال کوئٹہ

فاما الجواب

:- ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کا سوال ہی انکے اعتراض کی تردید کے لئے کافی ہے تاہم مین اسپر کسیقدر بسط سے کلام کرنا چاہتا ہون۔ **لاریب** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولی شیطانی تسلط سے پاک ہین آپکی تو شان ہی ارفع اور اعلے ہے شیطان کا تسلط قرآن کریم کے رو سے کسی پر بھی نہین جیسا کہ خود خدا تعالے نے مجید کتاب فرماتی ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی اے شیطان میرے بندون پر تجھے ہرگز تسلط حاصل نہیں۔ ہان مین انجیل کا ذکر ہرگز نہین کرتا کیونکہ انجیل کی رو سے تو یسوع پر بھی جو ایک نادان قوم نے خدا بنالیا ہے) شیطان کا بہت بڑا تسلط ہے وہ یسوع کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یسوع نے اسکی پیروی کی اور چالیس دن تک وہ بئس القرین یسوع کو لئے پھرتا رہا۔ اگر ڈاکٹر برخوردار خان صاحب انکار کرین تو مین انہین مفصل بتا سکتا ہون۔ غرض قرآن کریم کی رو سے شیطان کا کسی پر بھی تسلط نہین + اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام انسان کو دعاؤن سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے برخلاف اسکے یسوع ناصری کا پیرو بجز آج کی روٹی کے اور کچھہ مانگتا ہی نہین۔

بہر حال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاریب شیطانی تسلط سے بالکل پاک اور معصوم ہین بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھہ قرآن مجید نے فرمایا وہ سراسر حق اور صحیح ہے۔ یہہ امر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور وہ القاء شیطانی تھا محض اتہام اور سراسر باطل ہے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور نہ اس کا کوئی ثبوت قرآن مجید مین ہے نہ حدیث کے اعلے طبقہ مین۔ اگر کسی مفسر کا قول ہمیشہ حجت ہو سکتا ہے تو کیا برخوردار خان انجیل مین مفسرین کے اقوال ماننے کو آمادہ ہین۔ تعجب کی بات ہے کہ برخوردار خان قرآن شریف کی بنا پر اعتراض کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اتنا بھی علم نہین ہے کہ سارا قرآن شریف بتون اور بتون کی پرستش کی مذمت سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کی توحید تو مخالف سے مخالف پادریون اور دشمنون نے بھی تسلیم کی ہے + یہی اعتراض پنڈت لیکھرام آریہ مقتول نے بھی کیا تھا اسکا جواب جو بہت ہی صحیح اور لاجواب ہے حضرت حکیم الامتہ نے تصدیق مین دیا ہے۔ جسکو مین یہان درج کردیتا ہون۔

مکذب نے صفحہ نمبر ۱۰۲ تکذیب مین سورہ نجم کے حوالہ سے یہہ لغو فقرہ تلک الغرانیق العلے وان شفاعتھن لترتجی۔ اعتراض کرنے کو لکھا ہے **اسلام** کے مختلف فرقے دنیا مین موجود ہین سب کے پاس **قرآن** ہے مگر تعجب ہے کہ کسی مین یہہ موجود نہین اور ہو کیسے **قرآن کریم** کی شان اس سے اعلے و ارفع ہے کہ اُس **مجموعہ توحید** مین ایسا

مشرکانہ مضمون ہو اب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا۔

تکذیب فٹ نوٹ میں۔ "مفصل حال اسکا معالم جلالین بیضاوی تتمہ میں ذکر ہے"۔

مصدق نے ان تفاسیر کیطرف رجوع کیا۔ مگر ان میں یہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض خدمت ہے بیضاوی نے اس واہی قصہ کو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ تلک الغرانیق العلی الخ پڑہا تہا لکھکر کہا ہے وھو مردود عند المحققین اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے تلک الغرانیق کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم میں اسکو پڑہا۔ صحیح نہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں لم یصح شئی من ھذا ولا ثبت بوجہ من الوجوہ ومع عدم صحتہ بل بطلانہ فقد دفعہ المحققون بکتاب اللہ سبحانہ۔

حیث قال اللہ تعالےٰ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔

وقولہ تعالےٰ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ۔

وقولہ تعالیٰ وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ فنفی المقاربۃ للرکون فضلاً عن الرکون۔

قال البزار۔ ھذا حدیث لا نعلمہ یروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +

قال البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل ثم اخذ یتکلم ان رواۃ ھذہ القصۃ مطعونون فیھم +

قال امام الائمۃ ابن خزیمۃ ان ھذہ القصۃ من وضع الزنادقۃ +

قال الرازی ھذہ القصۃ باطلۃ موضوعۃ لا یجوز القول بھا +

قال اللہ تعالےٰ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ +

وقال اللہ تعالےٰ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ۔

ولا شک ان من جوز علی الرسول تعظیم الاوثان فقد کفر لان من المعلوم بالضرورۃ ان اعظم سعیہ کان فی نفی الاوثان +

قال ابن کثیر فی تفسیرہ ان جمیع الروایات فی ھذا الباب اما مرسلۃ او منقطعۃ لا تقوم الحجۃ بشئی منھا۔ ثم قال فقد عرفناک انھا جمیعھا لا تقوم بھا الحجۃ لانہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل۔

(فتح البیان مختصراً)

وقال فی الکبیر روی عن محمد بن اسحاق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتاباً۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یسوع جنکا ذکر انجیل میں ہے اسپر یہ اعتراض بڑی صفائی سے ہو سکتا ہے کہ اسنے چالیس دن تک جیں القرین شیطان کے ساتھ رہکر زندگی بسر کی۔

بہ بین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اور آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الآیۃ سے جو یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ نبیوں یا رسولوں کی تمنی میں شیطان القا کر دیتا ہے اسکو مردہ پرست عیسائی کب سمجھ سکتا ہے۔

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو الہامات اور وحی نبیوں کو ہوتی ہے وہ انکے اپنے خیالات یا تمنی کا نتیجہ ہوتا ہے بلکہ یہ آیت تو ایک عظیم الشان سر نبوت کو بیان کرتی ہے۔ اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول آتا ہے تو اوس کی خواہش اور آرزو اصلاح ملک و قوم ہوتی ہے اسکی تمنی بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ وہ فسق و فجور کے گڑھے میں پڑے ہوئے شریروں کو نکال کر خدائے قدوس کے آستانہ پر جہکا دیں مگر شریر اور ناپاک لوگ جو شیطان کا مظہر ہوتے ہیں اسکی راہ میں روکیں ڈالتے ہیں اور اسکی تبلیغ کو بند کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو ہر طرح اس سے دور رکہنے کی سعی کرتے ہیں۔ لیکن انجام کیا ہوتا ہے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان شیطان اور اسکے مظاہر ناکام اور نامراد رہتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل آخر کامیاب ہوتے ہیں۔

دور کی باتیں شاید آپ سمجھ نہ سکیں آج بہی دنیا میں خدا تعالےٰ کا ایک مامور اور مرسل موجود ہے اسکی تمنی یہ ہے کہ وہ مردہ پرست نصرانیت کے عقاید کو دور کرے اور حی و قیوم خدا کے حضور سب کو جہکا دے۔ لیکن خبیث شیطان چاہتا ہے کہ اسے اس مقصد میں کامیابی نہ ہو۔ وہ اپنے مظاہر کے ذریعہ اسکی راہ میں روکیں ڈال رہا ہے مختلف طرز و طرق پر اسے دکھ دیا جاتا اور ستایا جاتا ہے اسکی جماعت پر افترا باندہے جاتے۔ جب دلائل و حجج میں عاجز آجاتے ہیں تو مقدمات اور جہوٹی مخبریوں سے اسے گزند پہونچانا چاہتے ہیں لیکن شیطان اور اسکا لشکر دیکھہ لیگا کہ انجام کار فتح اسی مامور کی ہے توحید کا جہنڈا گڑیگا اور مردہ پرست نصرانی انسان پرستی سے باز آکر حی و قیوم خدا کو اپنا اکیلا اور یکتا خدا سمجھیں گے۔

اس آیت کا مطلب اور مفہوم تو یہ ہے۔ لیکن نادان انسان جو خدا پرستی کی راہوں کو چہوڑ کر شیطانی خیالات کا اسیر ہو کر اندہیرے میں چلتا ہے۔ وہ اپنے نفس کا غلام ہو کر اولٹے معنے کرتا ہے۔

(باقی آئندہ)

لہ اس قسم کی کوئی بات بہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہیں ہوئی۔ اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اسکا بطلان ظاہر ہے مگر محققین کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب ہی تو اسے رد کر رہی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر یہ (نبی) ہماری نسبت کوئی جہوٹی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا ہاتھ پکڑتے پہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ نبی اپنی مرضی سے نہیں بولتا۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اگر ہم تجہکو مضبوط نہ رکہتے تو تو ان کی جانب قریب تہا کہ مائل ہو جاتا۔ اب یہ آیت مقاربت میلان کی بہی نفی کرتی ہے چہ جائیکہ آنجناب کا میلان ان کی جانب ہوتا۔ بزار کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس حدیث کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو۔ بیہقی کہتے ہیں یہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہیں ہوا۔ پہر بیہقی نے یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں میں طعن کیا گیا ہے۔ امام الائمہ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو زندیقوں نے وضع کیا ہے + امام رازی کہتے ہیں۔ یہ قصہ جہوٹا بناوٹی ہے اسکا ماننا ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا یہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دل میں وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عنقریب ہم تجہے قرآن پڑہاتے ہیں۔ پہر تو اوسے فراموش نہ کریگا۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا روا رکہے کہ آپ نے بتوں کی تعظیم کی ایسا شخص بے شک کافر ہے۔ اسلئے کہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری کوشش بتوں کا نابود کرنا تہا۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس باب میں جتنی روائتیں ہیں یا تو مرسل ہیں یا منقطع ہیں اور ایسی روائتیں حجت نہیں ہوا کرتیں۔ پہر امام صاحب فرماتے ہیں۔ ہم تجہے سمجہا چکے ہیں۔ کہ یہ تمام روائتیں حجت پکڑنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ اہل صحت میں سے کسی نے انہیں روایت نہیں کیا اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہیں اسناد کیا۔ اور امام صاحب تفسیر کبیر میں کہتے ہیں۔ محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اوس سے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ زندیقوں نے اسے گہڑا ہے۔ اور اوس نے اس بارہ میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے +

سیرۃ المھدی کا ایک ورق

مامورون کی زندگی معمولی زندگی نہیں ہوا کرتی بلکہ انکی ہر حرکت و سکون ہر آن و ادا اپنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی روحانی سبق رکہا کرتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالےٰ کی مجید کتاب ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نفرماتے۔ لیکن بہت ہی تہوڑے ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم کے ساتھ مامور کی ہر حالت و ادا کو دیکہنے کے عادی ہوتے ہیں جب سے کہ مجہے اللہ تعالےٰ نے دار الامان میں رہنے کا فخر بخشا ہے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک لائف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنے کا ایک جوش اور شوق دے رکہا ہے اور میرے اکثر احباب جانتے ہیں کہ میں اس پاک لائف کے مواد جمع کرتا رہتا ہوں۔ انہیں سے بعض باتیں آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہوں۔

دنیوی مقاصد پیش نظر نہیں

اعلےٰ حضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل و براہین میں سے آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بہی عجیب ہے جو آپ اندرون خانہ میں گذارتے ہیں۔ آؤ! میں تمہیں آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤں + یہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب امتحان انٹرنیس دیکر امرتسر سے واپس آئے ہیں۔ آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا۔ کسی نے کہا میاں صاحب بہت دبلے ہو گئے ہیں دوسرے نے کہا۔ انکو اپنی کمزوری کا خیال کر کے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہو فیل ہو جاؤں۔

اسپر حضرت میاں صاحب کے کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا کہ آپ دعا کریں یہ پاس ہو جاویں۔ اسپر اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ نے جو کچھ فرمایا وہ آب زر سے ہی لکہا جاوے تو اسکی پوری قدر نہیں ہو سکتی۔ یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں اور آپ کی پاک سیرۃ کو عیاں کر کے دکہاتے ہیں۔ فرمایا ہمیں تو ایسی باتوں کیطرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ ہم ایسی

باتون کے لئے دعا نہین کرتے - ہمکو نہ گریون کیضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشاء ہے کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاوین ہان اتنی بات ہے کہ یہہ علوم متعارفہ مین کسیقدر دستگاہ پیدا کرلین جو خدمت دین مین کام آئے پاس فیل سے تعلق نہین اور نہ کوئی غرض"۔

ان فقرات پر غور کرو کیا کسی دنیا دار دنیا طلب کے مُنہہ سے نکل سکتے ہین ایسی حالت اور ایسے وقت مین جبکہ وہ اپنی بیوی بچون مین بیٹھا ہوا ہے - مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اسکے اردگرد نہین ہے - اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعویٰ پر کس دلیل کیضرورت ہے کہ برخلاف ابناء دنیا کے جو اپنے بیٹون کے لئے ایسی امتحانی منزلون کے طے کرانے کے لئے کسقدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہین اور اسکے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے بھی نہین ڈرتے -

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہین یہہ واقعہ تو آپ کی زندگی مین اسی سال اور پچھلے ہی مہینے کا ہے - ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدنصیبی سے یہہ کہہ اُٹھے کہ اسوقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور کسی قسم کی کوئی حاجت درپردہ نہین اسلئے ایسا فرمایا - لیکن مین ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سُناتا ہون جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا اور نہ اسقدر خدام گرد و پیش موجود تھے بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے اور گوشہ گمنامی مین اپنے محبوب و مولا سے راز و نیاز کی باتین کیا کرتے تھے -

اسوقت جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب حال افسر مال میانوالی جو اعلےٰ حضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے ہین امتحان تحصیلداری مین شریک ہوئے - انہون نے دعا کی درخواست کی - عصر کی نماز کا وقت تھا - آپ وضو کر رہے تھے اسوقت مرزا سلطان احمد صاحب کا عریضہ ملا - آپ نے وضو کرتے کرتے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھہ اسے چاک کر کے پھینکدیا اور فرمایا

مین ایسی باتون کے لئے دعا نہین کرتا - مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے - اسکے بعد معاً آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہو جائیگا - یہہ خدا تعالےٰ کا فضل تھا +

غرض جہانتک آپکی پاک لائف مین نظر کرتے جاوین اس قسم کے ہزارون واقعات ملین گے -

مخدوم الملت حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ روایت فرماتے ہین کہ میان محمود والا واقعہ سنکر میرے دل مین آپ کے مستجاب الدعوات ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہو گیا اسلئے کہ جیسا مین ہر موقعہ پر دیکھتا ہون اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا - کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے اور نہ متوجہ ہونا پسند کرتے ہین - چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

"جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے طبیعت مین بہت کراہت پیدا ہوتی لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا مین محض دین کی خاطر مبتلا ہوتا اور ستایا جاتا ہے اسوقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوجاتی ہے -"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام آج کل باغ مین ہین آپ کے ساتھہ بعض خاص خدام اور بزرگان ملت بھی ہین ایک خادمہ کی روایت پر مجھے معلوم ہوا کہ جب آندھی یا بارش کے سامان نظر آتے ہین تو حضرت اقدس بہت دعا کرتے اور گھبراتے ہین اور کہتے ہین یا اللہ تو اپنا رحم اور فضل کر تیرے یہ عاجز بندے یہان بے سر و سامان ہین - (یہہ آپ کے کلمات کا مفہوم ہے ایڈیٹر) یہہ واقعہ حضرت اعلےٰ حضرت کی کمال معرفت کا ثبوت ہے بلکہ اس سے آپکی اس دلی ہمدردی اور محبت کا بھی پتہ لگتا ہے جو آپ کو نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخلص احباب سے خصوصاً ہے کہ انکے لئے وہ کسقدر بیتاب اور بیقرار رہتا ہے اپنے آرام کو بھی انپر قربان کرتا ہے یہہ ایثار ماموروں کے سوا دوسرون کو نہین دیا جاتا - اور اسکے سوا اسواقعہ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ماسوی اللہ سے آپ کسقدر بیزار اور الگ ہین حقیقی ماوا اور ملجاء اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو سمجھتے ہین اور دعاؤن پر آپ کو بہت بھروسہ ہے -

حضرت ام المومنین کو کیا فرمایا

گھر مین بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے ایک روز حضرت ام المومنین کو مخاطب کر کے فرمایا!

دیکھو! نوکرون پر سختی بالکل نہین ہونی چاہئے - انکو جو کچھہ سمجھانا ہو نرمی سے سمجھا دیا کرو - اور ان کے واسطے دعا کیا کرو -

اگر انکو ملامت کرو تو اسطرح پر کرو کہ خدا تمہین ہدایت دے - نیکی دے - سمجھہ دے - ایسا ہی بچون کی اگر کسی حرکت سے ناراض ہوجاؤ تو انکو بھی جھڑکو نہین انکے لئے دعا کرو - اور اسی قسم کے دعائیہ کلمات سے سمجھاؤ -

خدا تعالےٰ کے غضب کے دن آئے ہوئے ہین وہ کسی کی پروا نہین کرتا - جہانتک ہو سکے خدا کی مخلوق پر رحم کرو تاکہ اللہ تعالےٰ تم پر بھی رحم کرے -

مندرجہ بالا بعض واقعات شمہ از شمائل آنحضرت ہین - انپر غور کرو اور وہ مفید نتائج اور سبق جو انسے مل سکتے ہین حاصل کرو - دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان سے فائدہ اٹھانے والا دل دماغ عطا کرے - اور توفیق دے - آمین -

لاہور مین میرے دو تین دن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سے لاہور بٹالہ سے جس کمرہ مین مین سوار ہوا تھا اس کمرہ مین چند اور شریف آدمی بھی سوار تھے جن مین سے ایک خاص ربکو سے آیا تھا جہان کا راجہ خاندان بالکل تباہ و برباد ہو گیا تھا - جو دردانگیز اور بھیانک حالات انہون نے بیان کئے وہ اس سے کچھہ بھی کم نہ تھے جو ناظرین پڑھ چکے ہین - بلکہ وہان کی بربادی اور تباہی کے اور بھی خوفناک منظر دکھاتے تھے - وہ یہ بیان ہی کر رہے تھے کہ ایک جنٹلمین بول اٹھے

"سُنا ہے مرزا قادیانی نے ایک اور زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے -"

اسپر ایک دوسرے صاحب بول اُٹھے "کیا اُنہون نے پہلے زلزلہ کی بھی پیشگوئی کی تھی؟"

اسوقت تک کسی کو بجز ایک کے (جو کسی زمانہ مین میرے اوستاد تھے اور آجکل ملتان مین ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہین) معلوم نہ تھا کہ مین قادیان رہا کرتا ہون اور خدا کے محض کرم سے اسی استانہ علیا کا ایک ادنٰے خادم ہون - مینے اپنے فرض کے خلاف سمجھا کہ خاموش رہون چنانچہ مینے اس دوسرے صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ ہان پیشگوئی کی تھی میرا یہ کہنا تھا کہ سب کے کان کھڑے ہو گئے - اور ادہر اُدہر سے آوازین آنے لگین -

کیا آپ قادیانی ہین

جسکا جواب مینے اس مفہوم کے لحاظ سے جو اس سوال کے اندر مرکوز ہے اثبات مین دیا - پھر دوسرا سوال یہ ہوا -

سائل - کیون صاحب یہ زلزلہ کی پیشگوئی کب کی تھی؟ اگر پہلے سے خبر دی تھی تو اسقدر مخلوق کیون تباہ ہوئی -

مین - جناب یہہ پیشگوئی اوّل اوّل آج سے قریباً پچیس ۲۵ برس پہلے ملک مین شائع ہوئی تھی - پھر ایک سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے خدا تعالےٰ نے اس قہری نشان سے دنیا کو اپنے صادق بندے کے ذریعہ آگاہ کیا اور پھر زلزلہ آنے سے چند روز پیشتر بھی اطلاع دی گئی تھی - یہہ تو آپ کے سوال کے پہلے حصہ کا جواب ہے دوسرے حصہ کے متعلق یہہ گذارش ہے کہ مخلوق کیون تباہ ہوئی؟ اسکا جواب خدا تعالےٰ کی مجید کتاب سے ملتا ہے

بما کسبت ایدیھم

اونہون نے خدا تعالےٰ کے اس الارم اور اطلاع کی کچھہ پروا نکی - اطلاع دینے والے پر ہنسی ٹھٹھا کیا - اسکی نصائح کو خود غرضی پر محمول کیا - شوخی و شرارت مین پہلے سے زیادہ بڑھ گئے - کوئی تبدیلی نہ کی - آخر خدا کے عذاب نے انہین پاش پاش کر دیا - اور اسپر بھی ابھی شوخی کم نہین ہوئی - بلکہ بڑھی ہے اسلئے خدا تعالےٰ نے اپنے بندہ کے ذریعہ پھر آگاہ کیا ہے کہ عذاب الٰہی آنیوالا ہے -

سائل - یہہ عذاب کب آئیگا -

مین - جسطرح خدا کے آیا کرتے ہین - بغتةً ہی آئیگا یعنی یکایک - اچانک - بے خبری مین -

سائل - اگر بے خبری مین آئیگا - تو ایسی اطلاع سے مخلوق کو کیا فائدہ ہوگا -

مین - مخلوق کو یہ فائدہ ہوگا کہ جو انمین سے سلیم الفطرت اور رشید ہین وہ اپنے اندر مستقل تبدیلی کر لینگے - اور جو شرارت اور اور شوخی مین ترقی کرینگے اور اپنے جرائم کو پاداش کی حد تک پہونچا دینگے وہ اس عذاب سے پارہ پارہ ہوکر دوسرون کے لئے موجب عبرت ٹھیرین گے -

سائل - میرا مطلب یہ ہے کہ اس عذاب کی کوئی تاریخ بھی مقرر ہے -

مین - ہان خدا تعالےٰ کے حضور تو مقرر ہے اسی لئے اس الہام اور پیشگوئی مین جو اسکے متعلق ہوئی ہے اس کا نام السَّاعَة رکھا ہے

مگر دنیا کو اس الساعۃ کا علم نہیں دیا گیا۔

سائل ۔ تو کیا مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

میں ۔ جہانتک میرا علم ہے مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

سائل ۔ تو یہ تو کوئی پیشگوئی نہ ہوئی جبکہ خود پیشگوئی کرنے والا ملہم ہی نہیں بتا سکتا کہ کب عذاب آئے گا۔

میں ۔ مجھے آپ کے منہ سے یہ اعتراض سنکر بہت افسوس ہوا اگر کوئی ہندو یا دہریہ اسپر اعتراض کرتا تو میں اسکو کسی دوسرے رنگ میں جواب دیتا۔ لیکن ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہے۔ قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتا ہے وہ ایسا اعتراض کیوں کرتا ہے؟ اگر آپ کا یہ اعتراض صحیح ہے اور کسی نبی اور ملہم کے لئے یہ فرض ہے کہ اس کی کوئی پیشگوئی تسلیم نہ کی جاوے گی تو پھر شاید آپ کو سارے نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا پڑے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ سلسلہ نبوت سے اگر کچھ بھی واقف ہوتے تو کبھی ایسا اعتراض نہ کرتے۔

سائل ۔ قرآن مجید ایسی بودی پیشگوئیاں نہیں کرتا جو بے سروپا ہوں اور نہ نبیوں کی شان ہے کہ وہ مبہم اور مجمل پیشگوئی کریں۔

میں ۔ اگر قرآن شریف یا نبیوں کے کلام میں ایسی پیشگوئیاں موجود ہوں تو پھر آپ کیا کہیں گے؟

سائل ۔ میں پھر مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر بھی نظر کروں گا۔

میں ۔ نظر کرنے کے کیا معنی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ پیشگوئی بھی اسی چشمہ سے آئی ہے۔

سائل ۔ اچھا آپ کوئی ایسی پیشگوئی بتائیں تو سہی

میں ۔ کوئی کیا میں تو بطور قائدہ کلیہ آپکو بتاتا ہوں کہ انذاری پیشگوئیاں خصوصًا اور عمومًا ساری ہی پیشگوئیاں اس رنگ کی ہوتی ہیں۔ ہاں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جس میں وقت بھی بتا دیا جاتا ہے دیکھو حضرت مسیح نے صاف طور پر اقرار کیا کہ **اس گھڑی کو باپ کے سوا کوئی نہیں جانتا** حالانکہ وہ اس گھڑی سے مخلوق کو ڈراتے تھے۔ پھر قرآن مجید صاف طور پر

لا ادری اقریب ام بعید بتاتا ہے جو اس زلزلہ والی پیشگوئی کی ایسی لاجواب نظیر ہے کہ آپ اس کا ہرگز جواب نہیں دے سکیں گے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طوفان کے آنے کی خبر دی اور اوسوقت تک کہ نوحؑ کشتی میں سوار ہوا کسی کو علم نہ تھا کہ طوفان آنیوالا ہے بلکہ قرآن شریف بڑے واضح طور پر بتاتا ہے کہ وہ لوگ نوح علیہ السلام پر ہنسی کرتے جب اسے دیکھتے کہ وہ کشتی بنا رہا ہے بحالیکہ طوفانی موسم کے کوئی آثار اور علامات نہیں ہیں۔ اگر کوئی وقت خاص دیا گیا تھا یا علامات کو دیکھ قیافہ اور فراست سے کہا گیا تھا تو پھر ان لوگوں کی ہنسی کے کیا معنے۔ پیشگوئی کے سائنس اور فلسفہ سے بھی آپ ناواقف ہیں اور سنن انبیاء سے بھی بے خبر ہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے لوگ غلطی اور نادانی سے وہ وہی اعتراض کرتے ہیں جو ہر زمانہ میں نبیوں پر کئے گئے۔ اور ہم تو اسی وجہ سے تمام معترضین کو جو مسلمان کہلاتے ہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کرکے دکھائیں جو پہلے کسی نبی اور راستباز پر نکیا گیا ہو۔

میں نے جسوقت یہ جواب دیا سائل پر خدا کی قدرت کچھ ایسا رعب چھا گیا کہ **فبهت الذی کفر** کا پورا نمونہ مجھے نظر آیا۔ اس سے اور تو کچھ بن نہ آیا آتھم کی پیشگوئی لے بیٹھا۔ لیکن جب میں نے اسے یہ کہا کہ آپ نے وہ پیشگوئی ہرگز نہیں پڑھی تو کہا تو یہ کہا کہ آپ ناراض ہوتے ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا اور غالبًا میرے ناظرین بھی اس تقریر سے نہ سمجھیں گے کہ اس میں ناراضی کی کونسی بات ہے۔

اس قسم کی باتوں میں امرتسر ہو چکے گاڑی کے آنے میں کچھ دیر تھی ہم سب اتر کر دوسرے پلیٹ فارم پر آ گئے محض اس خیال سے کہ پہلی ٹرین میں جو میل ٹرین تھی سوار ہو کر چلے جاویں پھر وہ میرے ساتھ ایک کمرہ میں نہیں بیٹھے۔

امرتسر کے پلیٹ فارم پر میری ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی اور خدا تعالےٰ کے اس عجیب قہری نشان پر کچھ باتیں ہوتی رہیں ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ خسرو کے ایک شعر میں کسی قدر تصرف کیا جاوے تو وہ اس نشان پر عجیب صادق آتا ہے اور اسے یوں پڑھا جاوے۔

دبدبۂ عیسوئم شد بلند
زلزلہ بر کوہ جوالا فگند

(باقی آیندہ)

ہز آنر لاٹ صاحب پنجاب کے دفتر سے

مندرجہ ذیل اطلاعیں دفتر الحکم میں موصول ہوئی ہیں:

۱۔ مالکان جایداد واقعہ دہرم سالہ سے نہایت تاکید کے ساتھ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فورًا اسجگہ کے حکام کو اطلاع دیں کہ انکا مال و متاع کس مقام پر اور کسکی تحویل میں رکھا جاوے۔

۲۔ آنریبل مسٹر اے اینڈرسن صاحب مرحوم سی۔ آئی۔ ای کی جگہ لی کارڈن واکر صاحب سی۔ ایس۔ آئی کمشنر قسمت دہلی قایم مقام فنانشل کمشنر پنجاب مقرر ہوئے۔ ڈبلیو۔ ایم فنشن صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر کارڈن واکر صاحب کی جگہ اور ایم۔ ایل ڈیرنگ صاحب جج او فنشن صاحب قایم مقامی کریں گے حکم لاہور مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۵ء دستخط ڈی ڈبلیو مین قایم مقام رجسٹرار پنجاب سول سیکرٹیریٹ۔

بلاغ لقوم عابدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا

البلاغ

یعنی

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آئیگی جسکا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالےٰ اُس کو ظاہر فرمادیگا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی خبر اور اسکی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے اُس کے مقابل پر جو لوگ یہ شایع کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ آنیوالا نہیں ہے وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریق سے انکلیں دوڑاتے ہیں وہ دھوکہ دیتے ہیں اور لوگوں کو دہوکہ دیتے ہیں درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سُنے؟ یہ بھی ملک کی بد قسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ **میں چھپ کر آؤنگا میں اپنی فوجوں کے ساتھ اُس وقت آؤنگا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے۔** غالبًا وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے پس اے عزیزو! تم خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہوشیار رہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے۔ بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جن کا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور ان کی زبانیں مردار سے بدتر ہیں وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں وہ دلوں کے اندھے ہیں اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں اُن پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترساں اور ہراساں ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لئے فتح نمایاں ہوگی کیونکہ خدا اُس روز وہ سب کچھ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اب بھی سمجھ جاتے۔ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے بجز ان خدا کے مرسلوں کے جو جناب الٰہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دیجاتی پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھکو ان کو پتہ لگجائے۔ میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر لوگ بڑے بڑے مکانوں سے جو دو منزلہ سہ منزلے ہیں اجتناب کریں تو اسمیں رعایت ظاہر ہے آیندہ ان کا اختیار۔ والسلام۔

المشتہر

میرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ